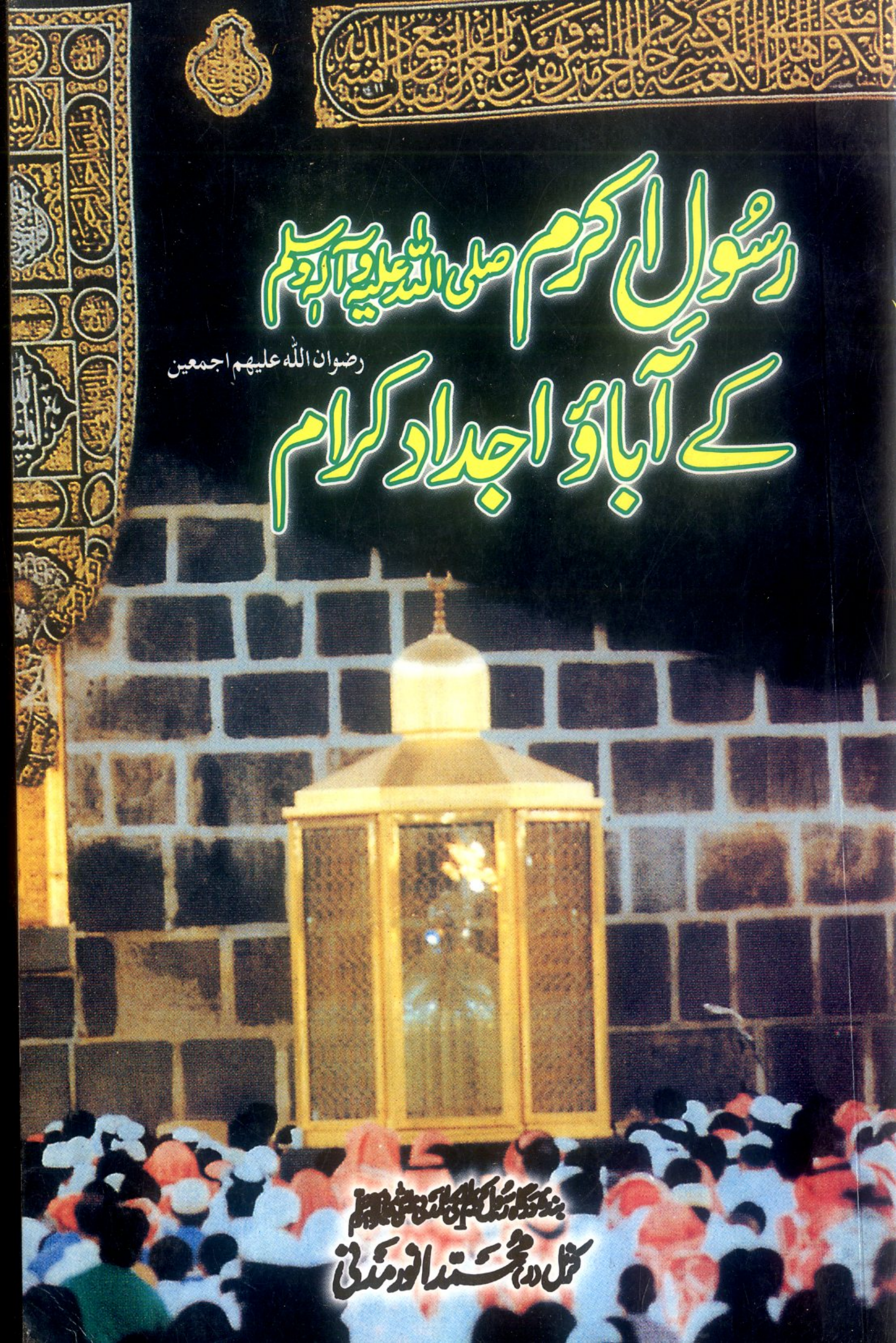


رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین

کرنل (ر) محمد انور مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ شریف کے فیوض و برکات

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والے ہیں۔)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسکے ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیوں کا ثواب لکھے گا اور چار ہزار خطاؤں کو معاف فرمائے گا اور چار ہزار درجے بلند فرمائے گا (نزہتہ المجالس) اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف ہیں۔ ایک دفعہ پڑھنے سے ۷۶ ہزار نیکیوں کا ثواب ۷۶ ہزار گناہ معاف اور ۷۶ ہزار درجات کی بلندی سبحان اللہ میرے رب کریم کی عطا کے کیا کہنے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ رب العالمین کی آخری کتاب قرآن کریم کا جوہر ہے جب کسی دل میں اتر جاتی ہے، گھر کر لیتی ہے۔ پھر اس میں کسی اور شے کی نہ گنجائش رہتی ہے نہ ضرورت۔ جو رفعت، راحت، برکت اور عظمت اسے عطا ہے کسی دوسرے عمل کو نہیں۔

اسی میں جلال ہے اسی میں جمال۔ اسی میں ہیبت بھی ہے اور قدرت بھی، عزت بھی ہے منزلت بھی قوت بھی ہے جبروت بھی۔ بسم اللہ کی "ب" کے نقطے کی برکت سے فیض کے چشمے ابلا کرتے ہیں اور اللہ کریم کی ہر مخلوق، خاکی ہو یا آبی۔ نوری ہو یا ناری فیض یاب ہوتی ہے جب یہ نازل ہوئی تو شیطان نے اپنے سر پہ خاک ڈالی۔ اور اس پر پتھر برسائے گئے۔ اللہ رب العالمین نے اپنی عزت اور جلالت کی قسم کھائی کہ جس کام میں بھی میرا یہ برکت والا نام لیا جائے گا برکت ہوگی۔ جس بیمار پہ پڑھا جائے گا شفا ہوگی۔ جو اسے پڑھے گا جنت نصیب ہوگی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد

- ○ یقینی مومن تھے (بلاشک و شبہ)

- ○ دین ابراہیم پر تھے

- ○ "ظنیات" کا عقیدہ رکھنے والوں کو شک کی بیماری سے بچنا چاہئے ورنہ بدعقیدگی لاحق ہو جائے گی اور توہین رسالت کے مرتکب ہو جائیں گے

- ○ قرآن حکیم ۔ احادیث پاک ۔ اکابر علماء کرام کی تشریحات اور سب سے بڑھ کر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اقوال پر مبنی دلائل پڑھیں اور اپنا عقیدہ درست کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچانے سے گریز کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	-----------	رسول کریم ﷺ کے آباؤ اجداد کرام
خصوصی ذکر	-----------	یقینی مومن تھے۔ (دین ابراہیم پر تھے)
مصنف	-----------	کرنل (ر) محمد انور مدنی
طبع	-----------	اول (گیارہ صد)
سال طباعت	-----------	اگست ۱۹۹۹ء جمادی الاول ۱۴۲۰ھ
کمپوزنگ	-----------	محمد آصف : فون نمبر: 449514
ہدیہ	-----------	اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قبولیت کی دعاؤں کا متمنی۔ کیونکہ واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ زیادہ حقدار ہیں کہ اسے راضی کریں۔

فہرست مضامین

(آباؤ اجداد رسول کریم ﷺ)

۱۔ روئے سخن ۴

۲۔ شجرہ نسب (حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک اور حضرت عدنان سے حضرت ہاشم تک) ۶

۳۔ دین ابراہیمی کے وقت کا تعین ۱۸

۴۔ کوئی قوم نہیں جس نے کسی نبی کے دین پر عمل نہ کیا ہو ۱۹

۵۔ ذریت ابراہیمی (آپ ﷺ کے اجداد کی ہر پشت پر آگ حرام ہے)

۶۔ خطبہ نکاح رسول کریم ﷺ میں ذکر ذریت ابراہیم ۳۱

۷۔ "ظنیات" کے نظریہ کا رد ۳۵

۸۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معرفت رسول کریم ﷺ حاصل تھی ۵۸

۹۔ الف۔ فرمان رسول کریم۔ انا بن عبدالمطلب ۶۴

۱۰۔ اہل قرابت۔ کون ۷۸

۱۱۔ سید عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دین ابراہیمی پر تھے۔ یقینی مومن تھے ۸۱

۱۲۔ امی لقب کے معنی ۸۲

۱۳۔ فضائل سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کے خواب ۸۹

۱۴۔ زیارت قبر مبارک سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۱۳

۱۵۔ علی نسب۔ فرمان محمد علی کرم اللہ وجہ الکریم ۱۱۷

۱۶۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے

روئے سخن

الصلوۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین

والحمد للہ رب العالمین

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے محمد ﷺ کے نور کی تخلیق کی (کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت نور محمد) حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

ذالا سرار المرفوعہ لعلی القاری (ص ۲۷۳)

تذاکرہ الموضوعات للفتنی (ص ۱۱)

کشف الخفاء للعجونی (ج ۲ ص ۱۹۱)

تنزیہ الشریعہ لابن ہراق (ج ۱، ص ۱۴۸)

پھر اس نور مبارک سے باقی کائنات کو پیدا کیا۔ آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا اور اس نور مبارک کو ان کی پشت میں رکھا۔ یہ نور مبارک طاہر سے طاہر اور طیب سے طیب پشتوں سے ہوتا ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صلب میں آیا اور پھر بشری صورت میں بتقاضائے شریعت ظہور ہوا۔

۲۔ شریعت عین عقل کے مطابق ہے اگر نہ ہو تو پھر روز قیامت حساب کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت کے تقاضوں کے تحت اپنے محبوب اور ہمارے آقا ﷺ کے نور مبارک کو یقیناً پاک اور مقدس جگھوں پر ہی رکھا ہو گا۔ کیونکہ یہ بات عین عقل کے مطابق ہے۔ لیکن آج کل کے بے دینی اور بدعقیدگی کے دور میں بدمذہب لوگ رسول کریم ﷺ کے آباؤ اجداد کو نہایت ہی غلط عقیدہ سے منسوب کرتے ہیں اور کفریہ کلمات کہتے ہیں پھر وہ ایسی احادیث پیش کر دیتے ہیں جن کے متعلق بندہ ضروری سمجھتا ہے کہ فرمان رسول

کریم ﷺ پیش کروں "ایک زمانہ آئے گا تم پر ایسی احادیث پیش کی جائیں گی جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی۔ تم ان کو کتاب اللہ پر پرکھنا اگر موافق ہوں تو رکھ لینا ورنہ رد کر دینا کیونکہ میں ان سے بری ہوں۔" یہ بدعقیدہ اور بے دین لوگ (معاذ اللہ) ان کو جہنمی کہتے ہیں (نقل کفر کفر نہ باشد)

۳۔ محدثین نے لاکھوں احادیث اکٹھی کیں اور بڑی محنت سے اُن کی چھانٹی کے بعد چند ہزار رہ گئیں۔ ان میں بھی زمانے کے مختلف ادوار میں گستاخاں رسول کریم ﷺ نے کہیں تو نئی احادیث بنا کر "گھسیڑ" دیں اور کہیں کچھ اضافہ کر دیا اس لئے فرمان رسول کریم ﷺ کے مطابق آج کے دور میں بہت ضروری ہے کہ ان کو قرآن حکیم پر پرکھا جائے تاکہ کوئی شک نہ رہے۔ ایک طرف تو رسول کریم ﷺ کے امتی اور ان کے والدین جنت میں تکیہ لگائے تختوں پر بیٹھے ہوں اور دوسری طرف ان کے آباؤ اجداد (معاذ اللہ) دوزخ میں ہوں۔ کسی ہستی کے؟ جن کے لئے دنیا بنی ہے۔ احادیث پر اندھا دھند یقین کرنے سے پہلے قرآن حکیم پر ضرور پرکھیں۔

۴۔ بندہ نے اس سے پہلے کتاب بنام "سیدہ صادقہ امینہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لکھی ہے ضرورت اس لئے ہوئی کہ نجدی خبیثوں نے اپنی جناثت کا اظہار (جو کہ وہ مدتوں سے کر رہے ہیں اور جس کی تفصیل مذکور کتاب میں درج ہے) مقام ابواء جہاں آرام گاہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے بلڈوزر چلا کر قبر مبارک کو تلپٹ کر دیا ہے۔ وہ خبیث سمجھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور ہمارے آقا ﷺ کو ناراض نہ ہونے دے گا۔ اس لئے جسم اقدس کی یقیناً ایسے حفاظت ہو گی کہ ہماری عقلیں حیران رہ جائیں گی۔

۵۔ مذکورہ کتاب میں آباؤ اجداد رسول کریم ﷺ کا ذکر ذرا مختصر ہے اس کتاب کی منظوری بارگاہ رسالت میں یقیناً ہوئی ہے اب یہ کتاب آباؤ اجداد رسول کریم ﷺ پیش خدمت ہے۔

آباؤ اجداد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(حضرت عدنان سے حضرت ہاشم تک)

اس سلسلہ الذہب (سنہری زنجیر) کی کڑیوں کے اسماء مبارکہ یوں ہیں۔
سیدنا مولانا محمد رسول اللہ ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن
عبدمناف بن قصی، بن کلاب بن مرہ، بن کعب بن لوی، بن غالب، بن فہر بن مالک، بن نضر، بن کنانہ، بن خزیمہ، بن مدرکہ، بن الیاس، بن مضر، بن نزار، بن معد بن عدنان حضرت عدنان سے حضرت اسماعیل دین ابراہیمی پر تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت آدم علیہ السلام تک دین اسلام پر تھے سب مومن تھے اب ان سادات کرام کے احوال اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

عدنان

ان کے والد کا نام "اود" یا "اد" ہے ان کے دو اور بھائی تھے جو باپ کی طرف سے سگے تھے ایک کا نام نبط اور دوسرے کا عمرو تھا۔ ابن جریر طبری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل عرب کے مسلمہ سردار تھے کیونکہ جب بخت نصر نے اپنے لشکر جرار کے ساتھ اہل عرب پر دھاوا بولا تو عربی لشکر کے قائد عدنان تھے۔

علامہ احمد بن زینی دحلان لکھتے ہیں۔
عدنان اول من کسا البیت وجاء انہ سمی عدنان من العدن وھو الاقامہ لان اللہ اقام الملئکہ لحفظہ
"عدنان پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیت اللہ شریف کو غلاف پہنایا اور یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کا نام عدنان اس لئے مشہور ہوا کہ یہ عدن سے مشتق ہے۔ جس کا معنی قائم اور باقی رہنا ہے۔ کیونکہ شیاطین جن وانس کے شر سے ان کو محفوظ

رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر کر دیئے تھے اس لئے یہ عدنان کے نام سے موسوم ہوئے۔ (اسیرۃ النبوہ احمد بن زینی دھلان ص ۲۶)

معد

یہ عدنان کے صاحبزادے تھے ان کے دوسرے بھائی عک یہاں سے ترک وطن کر کے یمن چلے گئے معد کی عمر ابھی بارہ سال تھی کہ بخت نصر نے قبائل عرب پر یلغار کر دی اللہ تعالیٰ نے اپنے دو نبیوں' "ارمیاہ اور بلخیا" کو بذریعہ وحی مطلع کیا کہ میں نے اہل عرب پر بخت نصر کو مسلط کر دیا ہے۔ تاکہ وہ ان انبیاء کے قتل کا ان سے انتقام لے جنہیں اہل عرب نے بے گناہ قتل کر دیا ہے۔ تم عدنان کے بیٹے معد کو وہاں سے نکال لاؤ۔

فعلیکما بمعد بن عدنان الذی من ولده محمد ﷺ الذی اخرجه فی اخر الزمان اختم به النبوه فارفع به من الضعه

"تم معد بن عدنان کو یہاں سے نکال لے جاؤ کیونکہ ان کی نسل سے "محمد" مصطفیٰ ﷺ پیدا ہونے والے ہیں جن کو میں آخری زمانہ میں مبعوث کروں گا اور ان کی ذات سے سلسلہ نبوت کو ختم کر دوں گا اور ان کی برکت سے جو لوگ پستی میں گر پڑے ہیں ان کو بلندی تک پہنچاؤں گا۔" (تاریخ طبری)

معد کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے

لانه کان صاحب حروب وغارات علیٰ بنی اسرائیل ولم یحارب احد الا رجع بالنصر بسبب نور النبی ﷺ الذی فی جبینه

"مروی ہے کہ معد کو معد اس لئے کہا گیا کہ وہ بنی اسرائیل کے خلاف جنگ و جدال کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اور جس کے ساتھ بھی جنگ آزما ہوئے ہمیشہ کامیاب و کامران واپس لوٹتے اور یہ نبی کریم ﷺ کے اس نور کی

برکت تھی جو آپ کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔" (سیرہ النبویہ (دحلان زینی)

نزار

یہ معد کے بیٹے تھے جب یہ پیدا ہوئے تو ان کی آنکھوں کے درمیان نور محمدی چمک رہا تھا جسے دیکھ کر ان کے والد کی مسرت کی انتہا نہ رہی اس نعمت کے نصیب ہونے پر شکر الہی بجا لاتے ہوئے انہوں نے بہت سے اونٹ ذبح کئے اور ایک دعوت عام کا اہتمام کیا جس میں اپنے اور بیگانے غریب اور امیر سب کو مدعو کیا اتنا کچھ خرچ کرنے کے بعد کہا کہ اس نعمت خداوندی کا شکر ادا کرنے کے لئے میں نے جو کچھ خرچ کیا ہے وہ بہت حقیر چیز ہے "وقال ان هذا كله نذر لحق هذا المولود" اس وجہ سے ان کا نام نزار مشہور ہو گیا۔

"جب ان کی ولادت ہوئی اور ان کے والد معد نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان وہ نور نبوت چمکتا دیکھا جو پشت در پشت منتقل ہوتا چلا آرہا تھا تو ان کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ آپ نے کثیر تعداد میں اونٹ ذبح کئے پر تکلف دعوت طعام کا اہتمام کیا جس پر بڑا روپیہ خرچ ہوا اس کے باوجود کہا کہ اس بیٹے کی صورت میں جو انعام اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیا ہے اس کے مقابلہ میں جو کچھ میں نے خرچ کیا ہے کچھ نہیں۔ اسی سے اس مولود مسعود کا نام نزار مشہور ہو گیا۔" (سبل الہدی و الرشاد سیرۃ خیر العیاد)

مضر

آپ کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے۔

لانه كان يمضر القلوب اى ياخذ هالحسنه وجماله و لم يره احد الا احبه لما كان يشاهد فى وجهه من نور النبى ﷺ

"یعنی یہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے دلوں کو اپنا شیدائی بنا لیتے تھے جو شخص بھی ان کو دیکھتا تھا ان پر فریفتہ ہو جایا کرتا تھا۔ کیونکہ ان کے چہرے پر بھی

نور مصطفویٰ کے جلوے ضوفشاں ہوا کرتے تھے۔"

دوسرے مورخین نے بھی ان کے حسن و جمال کی تعریف کی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ربیعہ اور مضر کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ دونوں مومن تھے۔ دوسری روایت ہے کہ مضر کو برا بھلا نہ کہو وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر تھا۔

مضر کی قبر کے بارے میں کہا گیا ہے۔ کہ وہ روحاء میں ہے۔(السیرہ النبویہ ازدحلان)

الیاس

یہ قبائل عرب کے سربراہ اور سردار تھے اہل عرب انہیں سیدہ العشیرہ کے لقب سے ملقب کیا کرتے تھے جملہ فیصلہ طلب امور ان کی خدمت میں پیش کئے جاتے۔ سب سے پہلے قربانی کا جانور لے کر بیت اللہ شریف جانے والے یہی ہیں

حدیث شریف میں ہے۔

لا تسبوا الالیاس فانه کان مومنا ۔ وکان فی العزب مثل لقمان الحکیم فی قومه

"الیاس کو برا بھلا مت کہو وہ مومن تھے اہل عرب میں ان کی مثال ایسی تھی جیسے لقمان حکیم اپنی قوم میں (السرہ النبوہ ۔ زدحلان)

مدرکہ

علامہ طبری لکھتے ہیں ان کا اصل نام عمرو تھا۔ ان کی والدہ خندف کے لقب سے مشہور تھیں ان کا نام لیلی بنت حلوان تھا۔ یہ یمن کے ایک قبیلہ کی ایک خاتون تھی اور اپنے اوصاف و شمائل کی وجہ سے بڑی قدر و احترام سے دیکھی جاتی تھیں یہاں تک کہ ان کی اولاد کو باپ کے بجائے ان کی (ماں) کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ ایک روز عمرو اور عامر جنگل میں اونٹ چرا رہے تھے کہ انہیں شکار مل گیا وہ اسے پکانے میں مصروف ہو گئے اچانک ایک خرگوش چھلانگیں لگاتا ہوا وہاں سے

گزرا اونٹ اس سے بدکے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ عمرو نے عامر سے پوچھا اونٹوں کے پیچھے جاؤ گے یا شکار پکاؤ گے اس نے شکار پکانے کی حامی بھری۔ عمرو اونٹوں کے پیچھے دوڑے اور انہیں جا پکڑا اور ہانک کر واپس لائے شام کو دونوں واپس آئے باپ کو واقعہ سنایا انہوں نے عمرو کو کہا انت مدرکہ اور عامر کہا انت طابخہ اور دونوں انہیں ناموں سے مشہور ہو گئے۔

خزیمہ

ان کے بارے میں اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے کہ ان کی والدہ کا نام سلمی بنت اسلم تھا۔ ان کے سگے بھائی کا نام ہذیل تھا۔ ماں کی طرف سے بھی ان کا ایک بھائی تھا، جس کا نام تغلب بن حلوان تھا۔

امام محمد بن یوسف الصالحی ان کے بارے میں لکھتے ہیں ان کے چار بیٹے تھے جن کی والدہ کا نام برۃ بنت مر بن اد بن طابخہ تھا۔

وروی ابن حبیب بسند جید عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال مات خزیمہ علی ملہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام

"یعنی خزیمہ کی وفات ملت ابراہیمی پر ہوئی۔"

(سبل الہدی و الرشاد ص ۳۳۸، ج ۱)

کنانہ

امام محمد بن یوسف ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ کنانہ کا معنی ترکش ہے جس طرح ترکش تیروں کو اپنے اندر چھپا لیتا ہے اسی طرح انہوں نے بھی اپنی ساری قوم کو اپنے جود و کرم کے دامن سے چھپا لیا تھا اس لئے ان کا یہ نام مشہور ہوا۔ ان کی کنیت ابو النضر تھی ان کی والدہ کا نام عوانہ بنت سعد تھا۔

"عامر العدوانی نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا اے میرے فرزند! میں نے کنانہ بن خزیمہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ بہت زیادہ بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی علم و فضل کی وجہ سے اہل عرب دور دراز سے ان کی زیارت کے لئے

آتے تھے انہوں نے ان کو کہا مکہ سے ایک نبی کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آگیا ہے ان کا نام نامی احمد ہو گا وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیں گے نیکی' احسان اور مکارم اخلاق کی تلقین فرمائیں گے پس اے اہل عرب تم اس نبی مکرم کی پیروی کرنا۔ اس سے تمہاری عزت و شرف میں اضافہ ہو گا۔"

یہی مصنف اس کے بعد تحریر فرماتے یں کہ ایک روز کنانہ حطیم میں سو رہے تھے کہ انہوں نے خواب دیکھا انہیں کہا گیا کہ ان چار چیزوں میں سے ایک چن لو۔ گھوڑے' اونٹ تعمیرات اور دائمی عزت۔

یا ابا لنضر تخیر بین الصهیل والهد روعماره الجد روعز الدهر فقال کل یارب

"آپ نے عرض کی اے میرے رب! مجھے یہ ساری نعمتیں عطا فرما۔"

"اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کے طفیل قریش کو یہ ساری نعمتیں ارزانی فرما دیں۔" (سبیل الہدی و الرشاد ص ۲۳۸ ج ۱)

نضر

ان کا نام قیس تھا اور اپنے چہرے کی دمک اور حسن و جمال کی وجہ سے یہ نضر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام برہ بنت مر بن او بن طابخہ تھا۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے حبیب کی ذات کو اور آپ کے سارے آباؤ اجداد کو ہر قسم کے عیبوں سے اور داغوں سے پاک صاف رکھا۔

مالک

ان کی والدہ کا نام عاتکہ ہے بعض نے عکرشہ کو ان کی والدہ بتایا ہے جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ کوئی دوسری خاتون ہے حالانکہ ایسا نہیں' عاتکہ نام تھا اور عکرشہ ان کا لقب تھا اور یہی مالک کی والدہ تھیں۔

ایک وجہ یہ بتائی گئی ہے اور یہی اقرب الی الصواب ہے کہ نضر لوگوں کی

ضروریات کے بارے میں ان سے دریافت کیا کرتے اور ان کو پورا بھی کیا کرتے۔ اس لئے ان کو قریش کہا گیا جو قرش سے ماخوذ ہے اور اس کے معنی تفتیش کرنا ہے۔ اپنے نادار والد کی طرح نضر کی اولاد بھی موسم حج میں حجاج کے پاس جاتی۔ یہ لوگ ان کی خیریت دریافت کرتے۔ انہیں اگر کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو انہیں مہیا کرتے اس لئے انہیں اس لقب سے نوازا گیا تقریش بمعنی تفتیش کلام عرب میں مستعمل ہوتا رہتا ہے۔ جیسے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے فرزند ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

لما نزل قصی الحرم و غلب علیه افعالا جمیله و قیل له القرشی فهو اول من سمی به

"کہ جب قصی حرم میں اترا اور زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لی اور پسندیدہ کام کئے اس وقت اس کو قرش کہا گیا اور قصی پہلے شخص ہیں جن کو قرشی کے نام سے منسوب کیا گیا" (تاریخ طبری)

فہر بن مالک

ان کی والدہ کا نام جندلہ بنت عامر بن حارث بن مضاض الجرہمی تھا۔ یہ بھی قریش کے لقب سے مشہور تھے اپنے زمانہ میں وہ اہل مکہ اور ارد گرد بسنے والے قبائل کے رئیس تھے۔ حسان بن عبدالکلال الحمیری نے یمنی قبائل کے لشکر جرار کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ پتھر جن سے حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے کعبہ شریف تعمیر کیا تھا ان کو یہاں سے اکھیڑ کر لے جائیں اور ان پتھروں سے وہاں کعبہ تعمیر کریں اور لوگوں کو حکم دیں کہ وہ حج کرنے کے لئے بجائے مکہ آنے کے یمن آئیں ان کے بنائے ہوئے کعبہ کے ارد گرد طواف کریں اور دیگر مناسک حج بجا لائیں جب قریش اور دیگر قبائل نے یہ دیکھا تو اس کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے قریش اور اہل عرب کے لشکر کے سپہ سالار فہر تھے ان کی قیادت میں گھمسان کی جنگ لڑی گئی جس میں حمیر کو شکست فاش ہوئی اور فہر کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔

غالب

ان کی کنیت ابو تیم تھی ان کے دو بیٹے تھے ایک کا نام لوی اور دوسرے کا تیم بون تیم کے قبیلہ کے جد اعلیٰ یہی تیم ہیں جو غالب کے لڑکے تھے۔

لوی

ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت مخلد بن نضر بن کنانہ تھا۔ قریش میں عاتکہ نام کی خواتین جن کا ذکر نبی رحمت ﷺ کی نسب شریف میں آتا ہے ان میں سے یہ پہلی عاتکہ ہیں لوئی کے دو سگے بھائی تھے ایک نام تیم تھا۔ جن کی ٹھوڑی میں نقص کی وجہ سے تیم الادرم کہا جاتا تھا دوسرے بھائی کا نام قیس تھا ان کی کوئی اولاد باقی نہیں۔ ان کے خاندان کے آخری فرد نے خالد بن عبداللہ القسری کے زمانہ میں وفات پائی ان کے گھرانے کا کوئی فرد زندہ نہ تھا جو ان کی میراث کا مستحق قرار پاتا۔

وکان لوی حلیما حکیما نطق بالحکمہ صغیرا

"لوی کو اللہ تعالیٰ نے حلم اور حکمت کی صفات سے نوازا تھا۔ بچپن میں ہی ایسے جملے آپ کی زبان سے نکلتے تھے جو ضرب المثل بن جایا کرتے تھے۔"

کعب

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اجداد کرام میں سے کعب کی شخصیت بڑی ممتاز تھی۔

وہ ہر جمعہ کو اپنے قبیلہ قریش کو جمع کرتے اور انہیں خطاب فرماتے۔ ان کے خطبات ان کے ایمان صادق کی عکاسی بلکہ تصدیق کرتے ہیں وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دیتے اور انہیں حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کی بشارت دیتے اور یہ بتاتے کہ حضور ان کی اولاد سے ہوں گے۔ اپنی قوم کو تاکید فرماتے کہ اگر انہیں حضور کا عہد نصیب ہو تو فورا ایمان لائیں اور ایسے شعر پڑھتے جن سے اس محبت دوارفتگی کی خوش بو آتی جو حضور سے ان کے دل میں موجزن رہتی تھی اور

اس شوق کا اظہار ہوتا ہے کہ کاش انہیں حضور کی زیارت نصیب ہو اور وہ حضور ﷺ کی دعوت کو عام کرنے کے لئے اپنی ساری قوتیں وقف کر دیں۔

مرہ

ان کی کنیت ابو یقظہ تھی۔ یہ حضور ﷺ کے نسب میں چھٹے دادا ہیں اسی طرح حضرت صدیق اکبر کے بھی چھٹے دادا ہیں حضرت صدیق کا سلسلہ نسب یہاں آکر حضور ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔

کلاب

ان کی کنیت ابو زہرہ تھی۔ ان کا نام حکیم ہے اور بعض نے عروہ بتایا ہے ان کو کلاب کے لقب سے ملقب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کتوں کے ساتھ بکثرت شکار کیا کرتے تھے اور حضرت سیدہ آمنہ کے یہ تیسرے دادا تھے۔ یہاں آکر حضور ﷺ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کا نسب جمع ہو جاتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ عربی مہینوں کے موجودہ نام انہوں نے تجویز کئے تھے۔

قصی

ان کا نام زید تھا ۴۰۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔

یہ قبیلہ قریش کے عالم تھے اور ان کو راہ راست پر ثابت قدمی سے چلتے رہنے کی تاکید کرتے رہتے یہ اپنی قوم کو جمعہ کے روز جمع کرتے اس وقت اس دن کو یوم العروبہ لکھا جاتا تھا۔ انہیں وعظ و نصیحت کرتے اور انہیں آگاہ کرتے کہ عنقریب ان میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جب وہ تشریف لائے تو اس کی دعوت کو قبول کرنے میں پس و پیش نہ کرنا فوراً اس پر ایمان لے آنا۔ اگرچہ عمرو بن لحی الخزاعی کی بدبختی کے باعث اصنام پرستی کی بیماری اہل مکہ اور اہل عرب میں بھی قبول عام کر چکی تھی لیکن آپ اپنے خطبات میں اپنی قوم کو اصنام پرستی سے باز رہنے کی تلقین کرتے۔ (بلوغ الارب ص ۲۸۵، ج ۲)

امام محمد بن یوسف الصالحی سبل الھدی میں رقمطراز ہیں۔

وقسم قصی مکارمه بین ولده واعطی عبدمناف السقایه والندوه وکانت فیه النبوه والثروه واعطی عبدالدار الحجابه واللواء واعطی عبدالعزی الرفاده والضیافه ایام منی و اعطی عبد قصی جلهمی الوادی

''کہ قصی نے اپنے مناسب کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ سقایہ اور ندوہ عبدمناف کو تفویض کیا ان کی ذریت میں سے سرور عالم ہوئے اور حجابہ اور لواء عبدالداز کو دیا یعنی خانہ کعبہ کی خدمت اور جھنڈا اور ایام منیٰ میں حاجیوں کی میزبانی کا فریضہ عبدالعزیٰ کو سونپا ان کی اجازت کے بغیر کوئی اپنا چولہا گرم نہیں کر سکتا اور وادی کی حفاظت کی ذمہ داری عبد قصیٰ کو سونپی

(سبل الہدیٰ، ص ۳۴۵، ج ۱)

عبد مناف

ان کا نام مغیرہ تھا ان کے حسن جمال کی وجہ سے انہیں قمر البطحاء (بطا کا چاند) کہا جاتا تھا ایک پتھر ملا۔ جس پر ان کی تحریر کندہ تھی۔ اس میں ایک جملہ یہ تھا۔

انا المغیرہ بن قصی اوصی قریشا بتقوی اللہ جل وعلا وصله الرحم وکان نور النبی ﷺ یضی فی وجهه کان فی یده لواء نزار وقوس اسماعیل

''میں مغیرۃ بن قصی ہوں۔ میں قریش کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ جل وعلا سے ڈرتے رہا کریں اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ نبی کریم ﷺ کا نور ان کے چہرے میں چمکتا تھا۔ ان کے ہاتھ میں نزار کا جھنڈا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کمان ہوا کرتی تھی۔'' (السیرۃ النبویہ ازدحلان ص ۲۷ ج ۱)

ان کے بارے میں آلوسی لکھتے ہیں۔

فقد کان یقال له قمر البطحاء لحسنه وجماله۔ وعن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه وجد حجرا منقوشا علیه انا المغیره بن قصی۔ اوصی

قریشا بتقوی اللہ وصلہ الرحم وکان یبغض الاصنام وکان یلوح علیہ نور النبی ﷺ

"ان کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے بطحا کا چاند کہا جاتا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں ایک پتھر ملا۔ جس پر عبارت کندہ تھی۔ میں مغیرہ بن قصی ہوں میں قریش کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کریں اور اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کریں آپ بتوں سے بغض رکھتے تھے اور نبی کریم ﷺ کا نور ان کے چہرہ پر چمکتا تھا۔ (بلوغ الارب ص ۲۸۴، ج ۲)

ہاشم

عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم مطلب۔ عبد شمس۔ نوفل

اپنے ذاتی صفات و خصائل میں عبد مناف کا کوئی جواب نہ تھا۔ ساری قوم ان کو اپنا رئیس سمجھتی تھی اپنے باپ کی تقسیم پر نہ عبد مناف نے کوئی اعتراض کیا اور نہ ان کی زندگی میں ان کے بیٹوں نے عبد الدار کے بیٹوں سے کوئی جھگڑا کیا۔

ایک دفعہ قحط سالی کے باعث شدید فاقہ تک نوبت پہنچ گئی لوگوں کو کئی کئی روز تک کھانے کے لئے کچھ میسر نہ آتا۔ ہاشم مکہ مکرمہ سے شام گئے وہاں سے آتا اور کنک خریدا اور حج کے ایام میں لدے ہوئے اونٹوں کے ساتھ مکہ واپس آئے۔ روٹیاں پکائی گئیں۔ اونٹ قطار در قطار ذبح ہوتے رہے ان کے گوشت کو پکایا گیا سالن کے شوربے میں روٹیاں کوٹ کوٹ کر ڈالی گئیں اور ثرید بنایا گیا تمام لوگوں کے لئے دسترخوان بچھا دیا گیا اور سب کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ سب نے خوب کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اس وجہ سے آپ کو ہاشم کہا جانے لگا۔ ہاشم کا معنی ہے روٹیاں توڑ توڑ کر شوربے میں ملانے والا۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں

وقد کان یحمل ابن السبیل ویودی الحقوق وکان نور رسول اللہ ﷺ یتلالا فی وجھہ لا یراہ احد الا قبل یدہ ولا یمر بشی الا

سجدله وكان يضرب بجوده المثل وهو اول من سن الرحلتين لقريش رحله الشتاء ورحله الصيف

"آپ مسافروں کو سوار کیا کرتے تھے لوگوں کے مالی حقوق اپنی جیب سے ادا کرتے اللہ کے رسول کا نور آپ کے چہرہ پر ضوفشاں رہتا تھا۔ جو آدمی آپ کی زیارت کرتا آپ کے ہاتھ چوم لیتا جب بھی آپ کسی چیز کے پاس سے گزرتے تو وہ سجدہ میں گر جاتی آپ کی سخاوت بطور ضرب المثل عرب میں مشہور تھی۔ حضرت ہاشم کی عمر ابھی پچیس سال کے قریب تھی۔ آپ کا غفوان شباب تھا آپ اپنے تجارتی کارواں لے کر شام گئے وہیں بیمار ہوئے اور وفات پائی آپ کا مزار غزہ شہر میں ہے۔

قارئین کرام!

آپ کو اب یقین آجانا چاہئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد مومن تھے۔۔۔ اس کے باوجود اگر کوئی اس کے خلاف کہے تو اسے پتہ ہونا چاہئے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچا رہا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنا عقیدہ درست کرلیں۔

دین ابراہیم کے وقت کا تعین

واذن فی الناس بالحج......

سے لے کر

قل بل ملہ ابراھیم حنیفا

تک ہے

(یعنی ہزاروں سال پہ محیط ہے)

(رسول کریم ﷺ کی بعثت تک)

نتیجہ :- ا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے رسول کریم ﷺ کی بعثت تک اولاد اسماعیل میں کوئی نبی نہ آیا۔ اس لئے سب دین اسماعیل یعنی دین ابراہیم پر تھے آل اسحاق علیہ السلام میں نبی ہوئے ان کی اپنی اپنی شریعت تھی اس لئے وہ دین ابراہیمی پر نہ تھے۔

۲۔ رسول کریم کے اباوء اجداد دین ابراہیم پر ہی تھے۔

ہر قوم نے نبی کے دین کی پیروی کی

کوئی قوم نہیں جس نے کسی نبی کے دین پر عمل نہ کیا ہو

نظامِ الٰہی بتاتا ہے

۱۔ ولکل قوم ھاد (الرعد) ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے

یہ ایک بہت ہی اعلیٰ نظام کی بات ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے۔ ظاہر ہے خالق جب اپنی مخلوق کی تخلیق کرے گا تو اس کی ہدایت کے لئے نبی بھیجے گا جو اس کے حکم اور تعلیمات پہنچائیں۔۔۔ یہ تو بعید از عقل ہے کہ خالق اپنی مخلوق کو راہنمائی والا نہ بھیجے اور پھر ان سے ان کے اعمال کا حساب کرے۔

جنت سے نکالتے وقت فرمایا

۲۔ قلنا ھبطوا منھا جمیعا فامایا تینکم منی ھدی فمن تبع ھدایا فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ○ (۲/۳۶)

ترجمہ :۔ ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ۔ پھر آئے میری طرف سے ہدایت تمہارے پاس تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ اور نہ غم

قابلِ غور نکات

۱۔ ہدایت ۲۔ پیروی

الف۔ ہدایت دینے کے لئے نبی کا آنا ضروری ہے۔

ب۔ پیروی کرنے کے لئے قوم کا ہونا ضروری ہے جس کی طرف وہ نبی ہدایت پہنچائے۔

یہاں تک حاصل کلام (یہ دنیاوی زندگی کی باتیں ہیں)

ا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر بھیجا اور پھر مختلف قوموں کی طرف مختلف اوقات میں مختلف انبیاء بھیجے۔ بلکہ ایک ہی وقت میں مختلف قوموں کی طرف مختلف انبیاء بھیجے۔

۲۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نظام کے اعلیٰ ترین عدل کی مثال ہے۔ اگر بغیر نبی بھیجے کسی قوم سے حساب لے تو وہ قوم کہہ سکتی ہے کہ یااللہ تو نے ہمیں ہدایت تو بھجوائی نہیں جو ہمیں درست اور غلط کا پتہ بتاتا۔ پھر حساب کسی بنا پر لے رہا ہے۔ دلیل تو معقول لگتی ہے۔

روز قیامت

فرمان الٰہی ہے۔

فکیف اذا جئنا من کل امہ بشھید وجئنا بک علی ھولا شھیدا ○ (۴/ ۴)

ترجمہ :۔ تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

تشریح :۔ قیامت کے دن تمام انسانیت میدان حشر میں جمع ہو جائیں گی۔ ہر قوم کا اپنا نبی شاہد ہو گا۔ اس طرح ہر مذہب (حق یا باطل) کا اپنا مقتدا شاہد ہو گا اور اس کے تمام احوال اس پر منکشف ہوں گے اس لئے اس پر گواہی دیں گے (روح البیان) قومیں پہلے تو مکر جائیں گی کہ ان کی طرف کوئی نبی نہ آیا۔ رسول کریم ﷺ کے امتی اولیاء کرام گواہی دیں گے کہ ان قوموں کی طرف نبی بھیجے گئے۔ اس پر یہ قومیں اعتراض کریں گی کہ تم لوگ تو ہمارے بعد آئے تھے تم کیسے ہم پر گواہی دیتے ہو۔۔۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو لائیں گے (وجئنابک) اور جب رسول کریم ﷺ یہ گواہی دیں گے کہ یا اللہ پاک تو نے ان قوموں کی طرف نبی بھیجے۔ تو پھر کوئی قوم اعتراض نہ کرے گی۔

نتیجہ :۔ یہ تصدیق ہو گی کہ مختلف قوموں کے پاس نبی آئے اور کوئی قوم ایسی نہ تھی جس نے کسی نبی کی پیروی نہ کی ہو۔

دوزخی لوگ نبی کے آنے کی تصدیق کریں گے

دوزخ میں پھینکتے وقت داروغہ جہنم پوچھیں گے۔ کیا؟

پوچھیں گے :۔ الم یا تکم نذیر ○ قالو ابلی قدجاء نا نذیر ○ فکذبنا (ملک)

ترجمہ :۔ اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا۔ کہیں گے کیوں نہیں بیشک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا....

قابل غور نکات

(روح البیان)

۱۔ نذیر ڈر سنانے والا یعنی نبی جس کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا تمہارے پاس نہ آیا۔

۲۔ قالو سب بولیں گے۔ ان میں یہ نہیں کہ کوئی گروہ کہے کہ ہمارے علاوہ۔

۳۔ بلٰی ڈرانے والے کی آمد کی نفی کے ایجاب کے لئے ہے۔

۴۔ قدجاء نا صرف بلٰی کہہ دینا کافی تھا مگر قدجاء نا کہہ دینے سے اعتراف حقیقت ہے۔ بلکہ انبیاء کی آمد اور اس کے ہدایت دینے کی تصدیق ہے۔

پھر کہیں گے

وقالو الوکنا نسمع او نعقل ماکنا فی اصحب السعیر ٥(ملک)

ترجمہ :۔ اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے۔

نکتہ :۔ دوسری بار اعتراف کر کے یہ باتیں مزید واضح کریں گے کہ اگر اس نبی

کی باتیں سنتے اور سمجھتے تو پھر دوزخ میں نہ جاتے۔

سمجھنے والی باتیں یہ ہیں۔ مولوی صاحب

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف ڈر سنانے والا بھیجا۔ یہ بات جنت سے نکالتے وقت انسان کو بتادی گئی تھی۔

۲۔ حساب کتاب کرنے سے پہلے پھر یہ بات ہو گی کہ ہر قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے ڈر سنانے والے (انبیاء کرام) بھیجے اور اس کی تصدیق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے نظام عدل کے مطابق داروغہ جہنم دوزخیوں سے پوچھیں گے جس کی تصدیق اور اعتراف دوزخی کریں گے کہ ان کی طرف نبی آیا تھا اور اگر اس کی ہدایت سنی ہوتی اور سمجھتے تو پھر دوزخ میں نہ جاتے۔

سوال یہ ہے کہ :۔ کیا پھر کوئی قوم ایسی ہو سکتی ہے (جس نے کسی نبی کا اتباع نہ کیا ہو) جس کے پاس کوئی نبی نہ گیا ہو۔

جواب :۔ نہیں ایسا ناممکن ہے کیونکہ یہ نظام الٰہی اور عدل الٰہی کے خلاف ہے۔

تو پھر مولوی صاحب :۔ ۱۔ یہ "دور فترت" والی اصطلاح کدھر سے لے آئے ہو۔

ایمان والدین رسول کریم ﷺ

۱۔ ایمان قطعی ہے (دین ابراہیمی)۔

۲۔ ظنیات سے کہنے والوں کو قرآن حکیم کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو قرآن سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

۳۔ دور فترت والی دلیل کہ حضرت عیسیٰ اور رسول کریم ﷺ درمیان سب کے لوگ۔ کیونکہ ان پر کوئی نبی نہ آیا والی دلیل بہت کمزور دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولکل قوم ھاد (ہر قوم کے لئے ہادی ہے) کوئی قوم نبی کے نہ ہوئی جنت سے نکالتے وقت فرمایا تھا فاما یا تینکم منی ھدی فمن تبع ھدایا فلاخوف علیھم ولاھم یحزنوں اس لئے ماننا پڑے گا کہ ہدایت مبٰی ہر قوم کی طرف آئے (نہ ماننے کو نظام قدرت میں نقص آتا ہے) اس لئے دین ابراہیمی ہی آل اسماعیل کے لئے دین تھا۔

۴۔ قیامت کے روز جب حساب کتاب ہو گا تو پھر وہ لوگ جن کی طرف کوئی نبی نہ آیا اور وہ کسی دین پر نہ تھے کہیں گے کہ یااللہ ہم سے کس بات کا حساب لے رہے ہو۔ ہماری طرف تو کوئی ہدایت پہنچانے والا نہ آیا تھا۔۔۔ اس لئے دور فترت کی باتوں کی دلیلیں دینے سے نظام الٰہی میں نقص نکلتا ہے۔۔۔ اور یہ ناممکنات میں سے ہے۔

۵۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرزمین فلسطین میں (بیت المقدس) تبلیغ کر رہے تھے تو اس وقت اہل مکہ کس دن پر تھے؟؟ وہ دین ابراہیمی پر تھے (ماننا یا کفر کرنا علیحدہ مسئلہ ہے)

۶۔ حساب کتاب کے بعد جب دوزخیوں کو دوزخ کے کنارے لایا جائے گا تو وراوغہ دوزخ سوال کریں گے (الم یاتکم نذیرا) کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا۔

نتیجہ :۔ معلوم ہوا کہ ہر قوم کسی نہ کسی نبی کے دین پر تھی ورنہ دوزخ میں پھینکے جانے کا جواز نہیں بنتا جس کے متعلق داروغہ جہنم Confirm یعنی تصدیق کریں گے؟

اس لئے ثابت ہوا کہ آباؤ اجداد رسول کریم ﷺ دین ابراہیمی پر تھے۔ رسول کریم ﷺ کا اپنے والدین کریمین کو زندہ کر کے گفتگو کرنا۔ آپ ﷺ کے تصرف و فضیلت کی دلیل ہے۔

اسے ایمان لانے کی دلیل بنانا' ایک کمزور دلیل ہے کیونکہ بدمذہب لوگ پھر کہتے ہیں کہ وہ اپنی حیات میں تو مومن نہ تھے (معاذ اللہ) نقل کفر کفر نہ باشد

آباؤ اجداد رسول کریم ﷺ

حضرت بی بی حاجرہ (والدہ ماجدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام) کے ساتھ نسب اور سمدھیانا رشتہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ڈر سنانا۔

(سیرت ابن ہشام)

وصیت رسول اللہ صلعم

ابن ھشام نے کہا کہ ہمیں عبداللہ بن وہب سے اسے عبداللہ بن لہیعہ سے اور اسے غفرہ کے مولیٰ عمر سے روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللہ اللہ فی اھل الذمۃ اھل المدرتہ السودا السحم الجعاد فان ھم نسبا و صھرا

"مدرہ کے کالے کلوتے گھونگریالے بال والے زمیوں (حبشیوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ ان سے (میرا) نسب کا رشتہ بھی ہے اور سمدھیانا بھی۔"

ایک اور روایت

غضرہ کے مولیٰ عمر نے کہا ان سے نسب اس طرح ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ انہیں (حبشیوں) کے خاندان سے تھیں اور سمدھیانہ اس طرح کہ ان میں کی ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے تصرف میں آئی۔ ابن لہیعہ نے کہا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ ام العرب نام ایک بستی کی رہنے والی تھیں، جو مصر میں الضرماء کے سامنے واقع تھی اور ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماریہ نبی ﷺ کی کنیز تھیں، جنہیں مقوقس نے آپ کے لئے ضلع انصباء کے مقام حفن سے بہ طور ہدیہ بھیجا تھا۔

ارشاد رسول صلعم

ابن اسحاق نے کہا محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سلمی کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اذا افتحتم مصر نا ستوصوا باھلھا خیرا فان لھم ذمۃ ورحما

"جب تم مصر فتح کرو تو اس کے رہنے والوں سے نیکی کا برتاؤ کرنے کی وصیت یاد رکھنا کیونکہ ان کے متعلق ایک قسم کی ذمہ داری ہے اور ان سے قرابت ہے۔"

جب میں نے محمد بن مسلم سے دریافت کیا کہ وہ کیا قرابت ہے جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو انہوں نے کہا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ انہیں کے خاندان سے تھیں۔

دین ابراہیمی (سنت سیدہ بی بی حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلیٰ کل ضامر (۲۲ / ۲۸) اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔

یاد رہے :۔ ارکان حج میں صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سعی کرنا ہے اور خصوصا اس مقام پر مرد حضرات کا دوڑنا جہاں سیدہ حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑی تھیں۔ یہ سنت سیدہ حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے لئے رائج کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صفا مروہ کو اپنے شعائر کہا

ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما (۲ / ۱۵۸)

ترجمہ :۔ بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے۔ تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کے پھیرے کرے۔

ایک شبہ کا ازالہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف یہودیت و نصرانیت منسوب کرنا غلط ہے۔

ماکان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین (۳ / ۶۸)

ترجمہ :۔ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔

نتیجہ :۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین دین ابراہیمی پر نہ تھے۔

آباؤ اجداد رسول کریم ﷺ پر آگ حرام ہے

حدیث پاک کی نورانی روشنی دیکھیں

ابن جوزی سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے انہوں نے کہا آپ کا خدا اسلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے آپ کے اجداد کی ہر پشت پر آگ حرام کر دی ہے جن پر آپ تشریف لائے ہیں اور ان شکموں پر بھی آگ حرام کر دی ہے جنھوں نے آپ کو اٹھایا اور آپ کو صحابیت میں داخل فرما کر آپ کو اعلیٰ مراتب تک پہنچا دیا۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ولسوف یعطیک فترضی اور وللاخرۃ خیرلک من الاولیٰ وعدہ کریمہ سے نوازا تو اس عالی مرتبہ کی وجہ سے بعد کو آپ نے ابوین کریمین کو جس طرح چاہ عالی مراتب سے فائز فرمایا

(کتاب ابوین مصطفیٰ ۔ علامہ فیض احمد اویسی ص ۲۰۲)

ذریت ابراہیم ۔ ملت ابراہیمی

۱۔ واذ یرفع ابراہیم :۔ القداعد من البیت و اسمعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (/ ۱۲۷) ربنا و اجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امه مسلمه لک وارنا مناسکنا و تب علینا انک انت الثواب الرحیم ○ ربنا و ابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتک ویعلمھم الکتب والحکمه ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (۱۲۹ / ۲)

ترجمہ :۔ اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اور اسماعیل اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا اے رب ہمارے اور کر ہمیں

تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمان بردار ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا دے اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما۔ بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے رب ہمارے بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور انہیں پختہ علم سکھائے تیری کتاب کا اور انہیں خوب ستھرا فرما دے۔ بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

ملت ابراہیمی کیا ہے؟

قرآن کریم کہتا ہے۔

قل بل ملة ابراهيم حنيفاه وما كان من المشركين (۱۳۵-۲)

آپ کہہ دیں بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں۔ جو ہر باطل سے جدا ہے۔

تشریح

اسلام اور ملت ابراہیمی سارے عقائد اور اعمال کے اصول سے متفق ہیں اسی لئے اسلام ملت ابراہیمی کے موافق ہے' نہ کہ شریعت ابراہیمی کے۔ کیونکہ ملت میں صرف اصول کا لحاظ ہوتا ہے اور شریعت میں جزئیات کا بھی لہٰذا اسلام ملت ابراہیمی اور شریعت محمدی ہے۔ لہٰذا ملت ابراہیمی گویا متن ہے اور شریعت مصطفوی اس کی شرح ہے' کفار سے جہاد' بتوں کو توڑنا' کاہنوں سے دور بھاگنا' مصیبت میں صبر کرنا' روزی کمانا وغیرہ سب ملت ابراہیمی کے مسائل ہیں جو ہمارے ہاں ویسے ہی محفوظ ہیں ملت ابراہیمی تخم ہے اور دین محمدی سایہ دار پھل والا درخت ہے۔

قابل غور نکات

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اکٹھے کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے ہیں

۲۔ ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرماں بردار

۳۔ یا رب بھیج ان میں ایک رسول

۴۔ دین ابراہیم علیہ سلام

تشریح

۱۔ رسول کریم ﷺ کے آباؤ اجداد (شجرہ نسب) حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نبی تھے اور نور مصطفیٰ ﷺ کے حامل تھے۔

۳۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد یہ نور طاہر سے طاہر اور طیب سے طیب میں منتقل ہوتا رہا حتی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (والد رسول کریم ﷺ) کے صلب میں آ گیا۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کہ میری اولاد میں سے ایک امت یا اللہ تیری فرمان بردار ہو۔ گویا کہ آپ کی اولاد مسلمان تھی۔

۵۔ عقلی دلیل۔نور مصطفیٰ ﷺ جس میں قرار پایا اس کا کافر و شرک ہونا خلاف عقل ہے دیکھیں لوہار جو ایک لوہے کی سلاخ کو آگ کی بھٹی میں رکھ دیتا ہے تھوڑی دیر بعد وہ لوہے کی سلاخ اتنی سرخ ہو جاتی ہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا نظر آتا ہے اور اس کا اپنا وجود یعنی لوہا ہونا ختم ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح جس جسم میں نور منتقل ہو تو وہ جسم بھی نور بن جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے صحابی کی چھڑی اندھیری رات میں روشن ہو جاتی ہے اور پھر دوسرے صحابی کی چھڑی اس

کے ساتھ رگڑنے سے منور ہو جاتی ہے۔

نتیجہ :۔ ا۔ نور مصطفےٰ ﷺ کے حاملین سب کے سب مومن تھے۔ کافر و مشرک نور مصطفےٰ کی تاب نہیں لا سکتا اس لئے اس کا حامل نہیں ہو سکتا۔ یہ عقلاً" نقلاً" مخدوش بات ہے۔

۲۔ خطبہ نکاح رسول کریم بھی پڑھیں جہاں ذریت ابراہیم کا ذکر کیا گیا ہے۔

دین ابراہیم کے حقدار کون

ان اولی الناس بابراهیم للذین اتبعوه وهذا النبی والذین امنوا ؕ والله ولی المومنین ○ (۶۸ / ۳) (تفسیر نعیمی)

ترجمہ :۔ بیشک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور وہ جو ایمان لائے اور اللہ مددگار ہے مسلمانوں کا

نوٹ :۔ حضرت ابراہیم سے قرب جنانی اور ایمانی رکھنے والے یہ لوگ ہیں نہ کہ یہود و عیسائی و مشرکین اور اب یہ پیغمبر اور ان کے متبعین ہیں۔

خطبہ نکاح میں ذکر ذریت ابراہیم

خطبہ نکاح رسول کریم ﷺ جسے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا حضرت ابوطالب، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ آپ میرے چچا کے پاس جائیں اور اپنے بھتیجے کے لئے میرا رشتہ طلب کریں۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اپنی خوشنودی کا اظہار کیا اور فرمایا "ہذا صنع اللہ" یہ قدرت الٰہی کا کرشمہ ہے۔ اس طرح دولہا اور دلہن کے بزرگوں کی منظوری سے منگنی انجام پذیر ہوئی اور نکاح کے لئے تاریخ مقرر ہوئی۔

مقررہ تاریخ پر قبیلہ مضر کے روساء مکہ کے شرفاء اور امراء اکٹھے ہوئے۔ حضرت خدیجہ کی طرف سے ان کے چچا عمرو بن اسد وکیل بنے حضرت ابوطالب نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے وکالت کا فریضہ انجام دیا۔ آپ نے اس وقت ایک فصیح و بلیغ خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔

الحمد لله الذی جعلنا من ذریه ابراہیم وزرع اسماعیل وضئضی معد وعنصر مضر، وجعلنا حضنة بیته وسواس حرمه وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما امنا وجعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن اخی ھذا محمد ابن عبدالله ﷺ لایوزن برجل الا رجح به وان کان فی المال قلا وان المال ظل زائل و امر حائل و محمد ﷺ من قد عرفتم قرابته وقد خطب خدیجه بنت خویلد وقد بذل لھا من الصداق ما اجله وعاجله اثنتا عشرۃ اوقیه ذھبا و نشا وھو والله بعد ھذا له نبا عظیم وخطر جلیل

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیم کی اولاد سے حضرت اسماعیل کی کھیتی سے معد کی نسل سے اور مضر کے اصل سے پیدا فرمایا۔ نیز ہمیں اپنے گھر کا پاسبان اور اپنے حرم کا منتظم مقرر کیا ہمیں ایک ایسا گھر دیا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایسا حرم بخشا جہاں امن میسر آتا ہے نیز ہمیں لوگوں کا حکمران مقرر فرمایا۔

حمد کے بعد میرا یہ بھتیجا جس کا نام محمد بن عبداللہ ﷺ ہے۔ اس کا دنیا کے جس بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ موازنہ کیا جائے گا اس کا پلڑا بھاری ہو گا۔ اگر یہ مالدار نہیں تو کیا ہوا مال تو ایک ڈھلنے والا سایہ ہے اور بدل جانے والی چیز ہے اور محمد ﷺ جس کی قرابت کو تم خوب جانتے ہو اس نے خدیجہ بنت خویلد کا رشتہ طلب کیا ہے اور ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مہر مقرر کیا ہے اور بخدا مستقبل میں اس کی شان بہت بلند ہو گی اس کی قدر و منزلت بجہت جلیل ہو گی۔

قابل غور نکات

۱۔ حضرت ابراہیم کی اولاد سے حضرت اسماعیل کی کھیتی سے اور پھر آخر تک شجرہ کا ذکر ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کا پاسبان اور منتظم مقرر کیا وہ گھر جس کا حج کیا جاتا ہے۔

۳۔ عظمت رسول کریم کا ذکر ہے۔

نتیجہ :۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما اسلام سے لے کر والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک سب کے سب مومن تھے ان کا ایمان قطعی تھا کیونکہ وہ دین اسماعیل علیہ السلام یعنی دین ابراہیمی پر تھے۔

حضرت ابراہیم کی اولاد میں بت پرستی نہ تھی

واز قال ابراہیم رب اجعل ھذا البلد امنا و اجنبی و بنی ان نعبد الاصنام (ابراہیم) یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی یا رب اس شہر کو امان والا بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا۔

اولاد کا معنی

یہ بہت وسیع ہے یعنی کہ آپ کی جتنی نسلیں گزریں وہ سب کے سب بت پرستی سے پاک تھے۔

بلکہ دوسری دعا

ومن ذریتنا امہ مسلمہ لک اور ہماری اولاد میں ایک امت تیری فرمانبردار ہو۔

تیسری دعا

ربنا و ابعث فیھم رسولا منھم اے ہمارے پروردگار ان میں انہی سے

ایک عظیم الشان رسولؐ بھیج اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو معبوث فرمایا۔

کیا حضرت عبد المطلب۔ ملت ابراہیمی پر تھے؟

یقیناً" مومن تھے

حدیث پاک

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں بنی آدم کے بہترین لوگوں میں سے ہوتا ہوا آیا ہوں۔ یہاں تو یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ہی نہیں بلکہ آدم علیہ السلام تک صاحبان ایمان و توحید ہوئے۔

جنگ حنین

فرمان نبی ﷺ انا ابن عبدالمطلب (مشکوۃ ج ۸، ص ۱۹۱)

ترجمہ :۔ میں عبد المطلب کا فرزند ہوں۔

جنگ خیبر

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہود (جنگ خیبر میں) کو مخالب کر کے فرمایا انا علی و ابن عبدالمطلب (میں علی ہوں اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔)

غار حرا۔۔۔ پہلا عابد کون

(روح البیان پ ۳۰، سورۃ علق تشریح) قریش میں غار حرا میں سب سے پہلے عبادت آپ ﷺ کے جدا مجد حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔

خیال رہے

جب حضرت ابوطالب نے یہ فرمایا کہ میں ملت عبدالمطلب پر مر رہا ہوں تو ظاہر ہے یہ ایمان کی علامت ہے۔ کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ان ابن عبدالمطلب سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومن تھے۔

نتیجہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد صاحبان ایمان و توحید تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً" مومن تھے

۱۔ نسلاً" بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں زندہ فرمایا اور ایمان سے سرفراز کیا۔

۲۔ صلح حدیبیہ لکھا جا رہا ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا من محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار نے اعتراض کیا کہ محمد بن عبداللہ لکھیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے محمد بن عبداللہ کر دیا۔

"ظنیات" کے نظریہ پر بحث

۱۔ آباؤ اجداد رسول کریم ﷺ کا ایمان یقینی (دین ابراہیم) ثابت ہے۔ ظن کا متضاد "یقین" ہے۔ قرآنی آیات و احادیث پاک کی موجودگی میں اور پھر اکابر علماء کرام کی قرآنی آیات کی تشریحات اور آخر میں سب سے زیادہ وزنی دلیل جو کہ رسول کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ نے بوقت وصال الفاظ فرمائے کے سامنے "ظنیات" والا نظریہ بے معنی ہو جاتا ہے اگر کوئی "ظنیات" میں سے کہے تو یہ اپنی اپنی سمجھ کی بات ہے۔

دلائل کے عنوان

الف۔ آیات قرآن حکیم و احادیث پاک

ب۔ اکابر مفسرین کی تشریحات

ت۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اقوال مبارک

"ظنیات" کی اصطلاح کی ایجاد

۲۔ رسول کریم ﷺ کے آباؤ اجداد کے ایمان مبارک کے متعلق جتنی بھی تحریریں مختلف صورتوں میں لکھی گئی ہیں ان میں یہ لفظ "ظنیات" کہیں بھی نہیں ملتا۔ کیونکہ اہلسنّت جماعت ان کے ایمان یقینی کے قائل ہیں۔

۳۔ اگلے صفحات میں اکابر علماء کرام کے اقوال پیش کئے جا رہے ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ معاملہ ظنیات سے ہے۔ بلکہ انہوں نے جتنی بھی خبریں مہیا کی ہیں ان سب سے ایمان آباؤ اجداد رسول کریم واضح طور پر نظر آرہا ہے حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ دین ابراہیمی کے قائل ہیں یہ کتاب ایمان ابوین مصطفیٰ کے صفحہ ۹۰ پہ لکھا ہوا ہے۔ علامہ محمود آلوسیؒ نے تو منکر ایمان آباؤ اجداد کو کافر قرار دیا ہے۔ اسی طرح دیگر علمائے کرام امام زرقانی، امام شامی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام کلبی، امام یوسف نبھانی، قاضی ابوبکر عربی اور دیگر غیر

مقلدین ہیں ان سب میں سے کسی نے اسے "ظنیات" نہیں کہا۔ بلکہ ملا علی قاری تو ایمان والدین کریمین کے خلاف لکھا اور بعد میں تائب ہو کر رجوع کر لیا۔ کیوں رجوع کیا؟ کیونکہ جب ان کے دل نے گواہی دی کہ ایمان والا معاملہ یقین کا ہے اس لئے تائب ہو کر رجوع کرنا بہتر ہے۔۔۔ روافض کہتے ہیں کہ جو ایمان والدین کریمین کا منکر ہو تو وہ کافر ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے بھی یہی کہا ہے۔۔۔ تو کیا وہ رافضی ہو گئے؟ علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں جو فرمایا ہے کہ یہ روافض کا عقیدہ نہیں بلکہ اہلسنّت کا عقیدہ ہے ذکر آگے آرہا ہے۔

۴۔ رسول کریم ﷺ کے آباؤ اجداد کے ایمان کا معاملہ ہے۔۔۔ یہاں تو کوئی تواتر کی حدیث نہ بھی ملے تو پھر بھی حسن ظن اور عشق رسول کریم ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہم کہیں کہ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد کا ایمان یقینی تھا اور وہ دین ابراہیم پر تھے۔ چہ جائیکہ دوسرے معاملات کی طرح یہ کہنا شروع کر دیں کہ چونکہ کوئی حدیث تواتر سے ثابت نہیں کر رہی۔ یہ تو تمام خبر احاد ہیں اس لئے "ظنیات" ہی کہہ سکتے ہیں۔۔۔

رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے منسوب

''ظن'' والی بات منفی لہجے میں کرنا

اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے (پیانہ محبت)

قرآن حکیم :۔ من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ فلیمدد بسبب الی السماء ثم لیقطع فلینظر ھل یذھبن کیدہ مایغیظ ○ (۲۲/ ۱۵)

ترجمہ :۔ جو یہ خیال کرتا ہو کہ اللہ اپنے نبی کی مدد نہ فرمائے گا۔ دنیا اور آخرت میں تو اسے چاہئے کہ اوپر کو ایک رسی تانے پھر اپنے آپ کو پھانسی دے دے پھر دیکھے کہ اس کا یہ داؤں کچھ لے گیا اس بات کو جس کی اسے جلن ہے۔

پیمانہ الٰہی فی حب محبوب ﷺ

رسول کریم ﷺ کے آباؤ اجداد (جن کا ایمان یقینی ہے اور وہ دین ابراہیمی پر تھے) کے متعلق اپنے ذہن کی اختراع سے نئی نئی اصلاحیں ایجاد کرنا کہ ان کا ایمان ظنیات میں سے ہے وغیرہ۔ ایسی باتیں کرنا غضب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یہ آیت ذہن میں رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے منسوب کسی منفی بات جس سے کہ آپ ﷺ کو ایذا پہنچتی ہو۔ کو پسند نہیں کرتا۔۔ ایمان ''یقینی'' اور دین ابراہیمی پر ٹھوس دلائل ہونے کے باوجود اسے ''ظنیات'' کہنا رسول کریم ﷺ کو ایذا پہنچاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے۔

ایک بہت بڑے شبہ کا ازالہ (یہ رواض کا قول نہیں)

▬ کتاب الجوھرۃ الکامنہ فی تحقیق قبر آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں لکھا ہے' (ص ۲۷) روافض یہ سیدہ آمنہ وغیرہا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان قطعی مانتے ہیں کہ جو ان کے ایمان میں شک کرے کافر ہے۔

جواب :۔ علامہ آلوسی نے روح المعانی ج ۷' ص ۱۶۹ میں اس کی تشریح کی ہے۔ "یعنی اہلسنّت کے جم غفیر نے جس قول کو معتمد اور معتبر قرار دیا وہ یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ رسول کریم ﷺ کے آباؤ اجداد میں کوئی بھی کافر نہ تھا اور اسے اہل تشیع کا قول قرار دینا قلت تتبع کی بناء پر ہے۔

نتیجہ :۔ علامہ آلوسی کی اس عبارت سے واضح ہوا کہ اکثر اہلسنّت کا مذہب یہی ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں ہے بلکہ ان کا چچا ہے اور یہ کہ رسول کریم ﷺ کے سلسلہ میں حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی ایک کافر نہ تھا اور اسے اہل تشیع کا قول قرار دینا درست نہیں۔

کیا سمجھے :۔ ا۔ علامہ آلوسیؒ نے اس بات کی نفی کر دی کہ مندرجہ بالا قول اہل تشیع کا نہیں بلکہ اہلسنّت کا ہے۔

۲۔ علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی ج ۱۰' ص ۱۳۸ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ جو والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خلاف کچھ کہتا ہے۔ مجھے اس کے کفر کا ڈر ہے۔

یقینی ایمان کے دلائل

بہت بڑا سوال

سوال:۔ دعائے ابراہیم ومن ذرتینا امہ مسلمہ لک قبول ہوئی یا نہ ہوئی؟

۱۔ اگر دعا قبول ہوئی تو پھر ظن' والی بات بے معنی ہو گئی۔ "یقین" ہو گیا۔

۲۔ اگر (معاذ اللہ) دعا قبول نہ ہوئی تو پھر "ظنی دلیل" بھی ختم؟ پھر نفی' ہوئی۔ (استغفراللہ)

۳۔ چونکہ دعا قبول ہو گئی تھی۔ ایمان یقینی ثابت ہو گیا۔ اس لئے اسے "ظنیات" کہنا توہین کرنے کے مترادف ہے۔

تفسیر کبیر میں امام فخر رازیؒ فرماتے ہیں

انہ لم یزل فی ذریتھما من یعبد اللہ وحدہ ولا یشرک بہ شیئا' ولم تزل الرسل من ذریہ ابراہیم' وقد کان فی الجاھلیہ: زید بن عمرو بن نفیل' وقیس بن ساعدۃ' ویقال عبدالمطلب بن ہاشم جد رسول اللہ ﷺ' و عامر بن الظرب کانو اعلی دین الاسلام یقرون بالا بداء والا عادۃ' وانثواب والعقاب' و یوحدون اللہ تعالیٰ' ولا یاکلون المیہ' ولا یعبدون الا وثان

مفتی احمد یار خاں نعیمی فرماتے ہیں

اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ کو حدین صالحین رہے کوئی وقت ایسا نہ آیا کہ سارے مشرک ہو جاتے چنانچہ زمانہ جاہلیت میں بھی زید ابن عمر اور قیس ابن ساعد اور عبدالمطلب ابن ہاشم حضور علیہ السلام کے جدامجد اور عامر ابن ضرب وغیرہ اسلام پر تھے کہ خدا کو ایک جانتے تھے ثواب و عذاب حشر و نشر کے قائل تھے نہ تو مردار کھاتے تھے اور نہ بت پرستی کرتے تھے (تفسیر کبیر و عزیزی)

نوٹ :۔ حضور علیہ اسلام کے والدین ماجدین کو کافر کہنے والے اس آیت اور تفسیر کبیر کی اس عبارت پر غور کریں اگر حضور علیہ السلام کے پہلے سارے بنی اسمٰعیل شرک ہو گئے تو لازم آتا ہے کہ حضرت خلیل کی یہ دعا قبول نہ ہوئی یقیناً ایک جماعت ایمان پر ہی رہی اور اسی جماعت میں حضور کے آباؤ اجداد تھے نیز قیامت تک سارے سید و قریش کبھی گمراہ نہ ہوں گے کیونکہ یہ لوگ ابراہیمی ہیں کہ ان میں مومن رہنا ضروری ہے۔

ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعثت من خیر قرون بنی ادم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت فیہ

ترجمہ :۔ "میں ہر زمانہ و طبقہ میں تمام بنی آدم کے زمانوں میں سے بہتر بھیجا گیا۔ یہاں تک کہ اس زمانہ میں ہوا جس میں پیدا ہوا ہوں۔"

ارشاد شیر خدا (زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۱)

سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث صحیح میں ہے کہ روئے زمین پر ہر زمانے میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں۔ ایسا نہ ہوتا تو زمین و اہل زمین سب ہلاک ہو جاتے۔

ارشاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین کبھی سات بندگان خدا سے خالی نہ ہوئی۔ جن کے سبب اللہ تبارک و تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

فائدہ :۔ جب صحیح احادیث سے ثابت ہوا کہ ہر زمانہ و طبقہ میں روئے زمین پر کم از کم سات مسلمان بندگان مقبول ضرور رہے ہیں۔ اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر

زمانہ ہر قرن میں بہترین زمانوں میں سے تھے اور آیت قرآنیہ ناطق ہے کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف النسب ہو کسی مسلمان غلام یا باندی سے خیر و بہتر نہیں ہو سکتا تو واجب ہوا کہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے آباؤ اجداد و امہات ہر قرن و طبقہ میں انہیں بندگان صالح و مقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ۔ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفیٰ ﷺ قرآن عظیم میں ارشاد حق جل و علا کے مخالف ہو گا۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمتہ اور احادیث نبوی

اس جلیل القدر محدث نے کئی مسائل کی طرح ایمان والدین کریمین کے مسئلہ میں متعدد احادیث بیان فرما کر تحقیق مسئلہ کا حق ادا فرما دیا۔ اگرچہ محدثین کے نزدیک بعض احادیث ضعیف بھی ہوں تاہم باب فضائل میں درجہ قبولیت رکھتی ہیں علاوہ ازیں علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے براہ راست کئی احادیث کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر کے تصحیح کرا لی تھی۔ (المیزان الکبری امام شعرانی)

انور کاشمیری صاحب کے قلم سے

کاشمیری صاحب دیوبندی رویت مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عالم بیداری میں سرکار ﷺ کا دیدار ثابت ہے اور اس بات کا انکار جہالت ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے بائیس مرتبہ آپ ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ سے احادیث کے بارے سوال کیا تو آپ ﷺ کے تصحیح فرمانے سے انہوں نے تصحیح کر لی۔ (حالانکہ بعض محدثین انہیں ضعیف قرار دے چکے تھے) (فیض الباری مطبوعہ مصر)

علماء جلال الدین سیوطیؒ التعظیم و المنتہ میں لکھتے ہیں۔

خبردار :۔ آج تک دلیل قوی تو کیا کسی ضعیف دلیل سے بھی والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بت پرستی یا عقیدہ کفر ثابت نہیں ہوا بلکہ ان کے اقوال سے ان کے ایمان کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب

التعظیم و المنتہ میں بروایت دلائل النبوت مصنفہ ابو نعیم علیہ الرحمتہ بیان کیا کہ سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی وفات کے وقت حضور ﷺ کے چہرہ انور پر حسرت سے نظر کی اور ان کی جدائی کا خیال فرما کر کچھ اشعار پڑھے ملاحظہ ہو۔

ترجمہ :۔ "اے بیٹے اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے برکت دے۔ مجھے یقین ہے کہ تم رب کی طرف سے ساری مخلوق کے نبی ہو گے اور حلال و حرام میں فرق کرو گے، عرب و عجم میں اسلام پھیلاؤ گے۔ اللہ تمہیں بت پرستی سے بچائے گا اور دین ابراہیمی تم سے پھیلائے گا۔ میں تو فوت ہو جاؤں گی مگر میرا ذکر قیامت تک رہے گا کیونکہ میں نے بہترین چیز یعنی فرزند چھوڑا ہے۔

حضرت امام عبد الباقی زرقانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

بے شک رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین ہرگز کافر و مشرک نہ تھے۔ (شرح مواہب لدنیہ)

حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمتہ

فرماتے ہیں کہ کیا تو اس بات کو نہیں جانتا کہ رسول کریم ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ کرامت عطا کی ہے کہ آپ ﷺ کے والدین گرامی کو دوبارہ زندہ کیا اور وہ آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لائے۔۔۔ (ردالمختار شرح درمختار)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ

لکھتے ہیں کہ علماء کرام نے سرکار ﷺ کے والدین بلکہ آپ ﷺ کے تمام آباؤ و امہات کا اسلام آدم علیہ السلام تک ثابت کر دیا ہے۔

خبردار :۔ ہرگز ہرگز کبھی بھول کر بھی آپ ﷺ کے عزت ماب والدین کی برائی نہ کرو اور ان کی شان میں کوئی گستاخ کلمہ نہ کہو کیونکہ اس سے رسول

کریم ﷺ کو تکلیف ہو گی۔ (ماثبت من السنہ ص ۸۱)

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمتہ

فقال انهما لم يكونا مشركين بل كان على التوحيد و ملة ابراهيم
(فرمایا بے شک آپ کے والدین مشرک نہ تھے۔ بلکہ توحید اور ملت ابراہیم پر تے)
(حجتہ اللہ علی العالمین ص ۴۱۸)

امام کلبی علیہ الرحمتہ

فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی پانچ صد جدات کے حالات لکھے۔ میں نے کسی میں بھی دور جاہلیت کی رسوم اور سفاح کا اثر نہیں پایا۔
(الشفاء)

علامہ امام یوسف نبہانی علیہ الرحمتہ

حضور سید عالم ﷺ کے خصائص سے ہے کہ آپ ﷺ کے والدین کا آپ ﷺ کی وجہ سے زندہ ہونا اور ان کا آپ ﷺ پر ایمان لانا۔ (جواہر البحار ص ۴۵۶)

علامہ محمود الوسی علیہ الرحمتہ

مجھے اس کے کفر کا ڈر ہے جو والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خلاف کچھ کہتا ہے۔ (روح المعانی)

قاضی ابوبکر بن عربی علیہ الرحتمہ

آپ ﷺ سے یہ پوچھا گیا کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین دوزخ میں ہیں تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ وہ شخص ملعون ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے جو ایذا دیتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ان پر لعنت کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا

میں بھی اور آخرت میں بھی (سیرت المصطفیٰ)

نواب محمد صدیق حسن بھوپالوی "غیر مقلد"

اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ ایمان لائے۔ (الشمامہ العنبریہ)

میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد

آنحضرت ﷺ کے والدین اپنے بزرگوں کی طرح اپنے جد اعلیٰ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے دین پر تھے کیونکہ ان کے برخلاف شرک و بت پرستی ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہے۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۹۱)

محق علماء کا قول

مشہور مفسر قرآن علامہ صادی مالکی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں۔ "محقق علماء نے فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نسب شریف شرک سے محفوظ ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک آپ ﷺ کے باپ دادا میں سے کسی نے قطعاً کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔" (تفسیر صادی جلد ۲ ص ۲۵)

حضرت ملا علی قاریؒ نے رجوع کیوں کیا؟

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمتہ

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمتہ نے فقہ اکبر کے بارے میں یہ گمان کر کے یہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمتہ کی تصنیف ہے، شرح لکھی اور اس قول کے تحت والدین کریمین کے عدم ایمان کے بارے میں اپنی تحقیق کا اظہار کیا بلکہ اس

موضوع پر ایک مستقل رسالہ بھی لکھا جس کا اکابر علماء حنفیہ و شافعیہ نے رد بلیغ فرمایا یہاں تک کہ علامہ محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی نے فرمایا کہ ملا علی قاری کی ناک خاک آلودہ ہو کر وہ اس (مسئلہ ایمان ابوین) میں ضد کرتے ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمتہ اس موقف کو اختیار کرنے کے بعد گوناگوں مصائب و آلام میں مبتلا ہو گئے۔ سیدی علامہ حموی نے بھی اپنے رسالہ مبارک (بقوائد الرحلہ) میں بعض مصائب کا ذکر کیا ہے جو کہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ کو آخری عمر میں پہنچے مثلا فقر اور مسکنت یہاں تک کہ اکثر دینی کتب بھی بیچ ڈالیں۔ اسی طرح مشہور درسی کتاب شرح عقائد کی شرح نبراس میں موجود ہے کہ ملا علی قاری کے استاد محترم علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ چھت سے گرے ہیں اور ان کا پاؤں ٹوٹ گیا ہے۔ ان کو کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کی توہین کرنے کا تجھے یہ بدلہ ملا ہے۔ پس واقعتاً ملا علی قاری کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا۔ (منبراس ص ۵۲۶)

ملا علی قاری کی توبہ

اگرچہ ملا علی قاری علیہ الرحمتہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے خلاف کافی کچھ لکھ چکے تھے۔ مگر بالاخر رب کریم نے اپنے حبیب کریم علی الصلواۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے ان کو توبہ اور موقف مذکور سے رجوع کی توفیق عطا فرمائی۔ چنانچہ اس نبراس میں مذکورہ واقعہ کے حاشیہ پر موجود ہے۔

علی بن سلطان القاری فقد اخطاء و ذل لا یلیق ذالک لہ ونقل توبہ عن ذالک فی القول المستحسن (یعنی ملا علی قاری نے غلطی کی اور ذلت اٹھائی ایسا کرنا ان کو لائق نہیں تھا۔ بہر حال مستحسن قول کے مطابق ان کی توبہ اور رجوع منقول ہے)

ٹھوس دلائل حضرت سیدہ صادقہ امینہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارشادات

۱۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شق صدر کے بعد گفتگو فرمائی

۲۔ بوقت وصال رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں اشعار مبارک

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے واقعہ شق صدر ________ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں واقعہ شق الصدر کے بعد حضور ﷺ کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس پہنچانے گئی تو مجھ سے بی بی نے فرمایا کہ تم تو انہیں اپنے پاس رکھنے کی حریصہ تھی اب انہیں بہت جلد واپس لے آئی۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ ہاں خیال تو یہی تھا لیکن بچہ چونکہ سن تمیز کو پہنچ چکا ہے میں نے چاہا اپنے گھر رہے تو بہتر ہے ساتھ خوف ہُوا کہ کوئی حادثہ نہ پیش آجائے۔ سیدہ آمنہ نے فرمایا اصل بات بتاؤ۔ حلیمہ نے کہا حقیقت ہے کہ ان کا شق صدر ہوا۔ میں ڈر گئی کہیں ان پر آسیب نہ ہو۔ سیدہ آمنہ نے کہا ہرگز یہ نہ ہو گا شیطان کا ان پر بالکل اثر نہ ہو گا میرے اس بیٹے کی تو بڑی شان ہے۔ جاؤ تم اپنی راہ لو' خدا کی قسم میرے اس بیٹے کی شان ہونے والی ہے اور دوسرے کلمات جو اس طرف رہنمائی کرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب وہ سال وفات میں مدینہ آئیں تو انہوں نے یہودیوں کو آپ ﷺ کی نبوت کی شہادت دیتے ہوئے سنا تھا اور پھر وہ ان کے واپس ہوتے وقت راستے ہی میں وفات پاگئیں۔ یہ تمام باتیں اس کی تائید کرتی ہیں کہ بلاشبہ وہ مسلمان اور دین ابراہیمی پر تھیں۔ (سیرت ابن ہشام ۔ مواہب لدنیہ ۔ مدارج النوت)

چنانچہ علامہ زرقانی لکھتے ہیں

حضور ﷺ کے حمل میں رہنے اور آپ کی ولادت کے وقت روشن دلائل اس پر شاہد ہیں کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ مسلمان اور دین ابراہیمی پر تھیں پھر ان کا وقت ولادت اس نور کو دیکھنا جو ان سے ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے یہاں تک کہ اس کو انہوں نے ایسے دیکھا جیسے انبیاء کرام کی ماؤں نے حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں آپ کو لے گئی تو آپ کا سینہ مبارک چاک ہوا۔

شق صدر کی تفصیل

علامہ نعیم الدین مراد آبادی کنز الایمان میں لکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جبریل امین نے سینہ پاک کو چاک کر کے قلب مبارک نکالا اور زریں طشت میں آب زمزم سے غسل دیا اور نور و حکمت سے بھر کر اس کو اس جگہ رکھ دیا۔" (خصائص کبریٰ میں بہت مختلف روایات درج ہیں)

ایک شبہ کا ازالہ

۱۔ عموماً لوگ شق صدر کو بیان کرتے ہوئے اپنی طرف سے یہ بات بڑھا دیتے ہیں کہ "پھر اس میں سے پارہ گوشت نکالا پھر کہا کہ یہ آپ میں شیطان کا حصہ ہے" لیکن یہ ان کا اپنا ظن ہے اور رسول کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور فضیلت کے خلاف ہے اس لئے اس کی کوئی وقعت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو رسول کریم ﷺ کو دیگر انسانوں کی طرح والی جسمانی آلائشوں مثلاً ختنہ اور ناف سے پاک فرمایا (یعنی مختون اور ناف بریدہ) یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو مختون اور ناف بریدہ کرے اور دوسری طرف قلب میں پارہ گوشت یعنی شیطان کا حصہ رکھے کہ جبریل جا کر قلب چاک کر کے اسے نکالیں۔ یہ بعید از عقل اور اللہ تعالیٰ کے نظام کے خلاف ہے اور جسم اقدس جو کہ معجزہ ہے اس کے خلاف ہے۔

۲۔ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس شیطانی اثر والی بات کی نفی

کی۔ باقی پھر اس کے آگے کوئی دلیل وزن نہیں رکھتی۔

۳۔ دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس راستے سے جائیں شیطان راستہ چھوڑ جائے (حالانکہ ان کا شق صدر تو نہ ہوا تھا)

۴۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب اقدس میں دو آنکھیں ہیں اور دو کان ہیں (سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ج۲ ص ۸۷) خصائص کبریٰ (علامہ جلال الدین سیوطی)

نتیجہ :۔ شق صدر کے متعلق مذکورہ بالا تفصیل جو کہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے کنز ایمان (ص ۱۰۹۷ سورہ الم نشرح لک صدرک) میں تحریر کی ہے وہ بالکل درست ہے اور عین عقل کے مطابق ہے۔ اس کے علاوہ باقی اضافے اپنی اپنی باتیں ہیں جو خلاف فضائل ہیں۔

حضرت سیدہ کائنات جناب آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کا ایمان افروز حال

حضور سرور عالم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ کو حضرت حلیمہ کے واپس کرنے کے بعد آپ اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے دادا جناب عبدالمطلب کے پاس تھے۔ جب آپ کی عمر مبارک چھے برس ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ معظمہ جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو ننھیال بنو نجار، مدینہ منورہ لے کر گئیں، ام ایمن ساتھ تھیں۔ تاکہ آپ کی ملاقات ان سے کرائیں۔ کیونکہ حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو خاندان بنو نجار سے تھیں۔ اس سے بخوبی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ رشتہ بہت دور کا تھا۔ پھر اتنے دور کے رشتہ داروں کی ملاقات کے لئے اتنا بڑا سفر کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ بعض مورخین کا یہ بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے شوہر حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کو تشریف لے گئی تھیں۔

حضرت اسماء بنت ابی رہم فرماتی ہیں کہ میری والدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر تھیں۔ اس وقت جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی عمر چھے برس تھی۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے سر مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت سیدہ کائنات جناب آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے رخ زیبا کی طرف دیکھ کر یہ اشعار پڑھے۔ ؎

بارک اللہ فیک من غلام
یا ابن الذی من حرمۃ الحمام
نجا بعون الملک العلام
فودی غداۃ الضرب بالسھام

بماۃ من ابل سوام
ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام
من عند ذی الجلال و الاکرام
تبعث فی الحل و فی الحرام
تبعث بالتحقیق و الاسلام
دین ابیک البر ابراھام
فاللہ انھاک عن الاصنام
ان لا توالیھا مع الاقوام

ترجمہ :۔ اے میرے بیٹے! اللہ تجھے برکت سے نوازے۔ اے اس باپ کے فرزند جو قوم کا سردار اور شریف تھا۔

جس نے برتر اور جو دوسخا والے خدائے تعالیٰ کی مدد سے نجات پائی جبکہ اس کے لئے تیروں سے قرعہ اندازی ہوئی اور اس کی دیت ادا کی گئی۔

یہ دیت ان سو اونٹوں کی صورت میں دی گئی جو شریف النسل تھے۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو۔

تو خدائے ذوالجلال والاکرام کی طرف سے اہل عالم کے لئے نبی مبعوث ہو گا۔

تو حل و حرام میں نبی مبعوث ہو گا تاکہ حق و صداقت کو ظاہر کرے اور سلامتی کا پیغام دے۔

(تو اس دین پر مبعوث ہو گا) جو تیرے پاکباز جداعلی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا اور اللہ تعالیٰ تجھے بتوں سے بچائے رکھے گا۔ یعنی تو اصنام پرستی میں عرب کی اقوام سے دوستی نہیں رکھے گا۔

اس کے بعد سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

كل حي ميت و كل جديد بال، وكل كبير يفنى وانا ميتته و ذكرى باق، وقد تركت خيرا ولدت طهرا ثم ماتت، فكنا نسمع نوح الجن عليها فحفظنا من ذلك

(مواہب ج ۔ ا، صفحہ ۳۳، مسالک الحنفاء صفحہ ۴۲، دلائل النبوۃ، خصائص کبریٰ)

کہ ہرذی روح کو موت کی منزل سے گزرنا ہے اور ہر حادث کو ناپید ہونا ہے۔ میں ضرور مر رہی ہوں لیکن میرا ذکر باقی اور زندہ رہے گا۔ کیونکہ میں سراپا خیر کو چھوڑے جا رہی ہوں جس کو میں نے پاک اور طاہر جنا ہے۔ اس کے بعد وہ انتقال کر گئیں۔

سوال :۔ کیا اب بھی آپ کے دل میں "یقین" نہیں آیا کہ آباؤ اجداد رسول کریم ﷺ دین ابراہیمی پر تھے اور یقیناً مومن تھے؟

جواب :۔ اگر اب بھی "ظنیات" کے بھنور میں گھوم رہے ہو تو پھر.... حضرت ملا علی قاری کا جو آخر عمر میں حشر ہوا اس سے سبق سیکھیں۔

آقا ﷺ کے آباؤ اجداد سے جنتی ہیں

کیونکہ وہ دین ابراہیمی پر تھے اور ایمان قطعی کے حامل تھے

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی اس نور کی قدر و منزلت پوری احتیاط سے کی، یعنی ہمیشہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا چلا آیا اور اگرچہ زمانہ کو کفرو شرک کی تاریکیوں نے بارہا مکدر کیا، لیکن حضور ﷺ کے آباؤ کرام و امہات عظام حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک، اور حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک، متواتر موحد، مسلم، مومن، صالح ہوتے چلے آئے، اور ان سے کوئی بھی کفرو شرک کی رجس میں ملوث نہ ہوا، اور شان ختم نبوت کا تقاضا بھی یہی تھا۔

اسلام آبائے نبی ﷺ کے بارہ میں تفاسیر و احادیث میں دلائل کافی ہیں، چند ایک تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وتوکل علی العزیز الرحیم الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی السجدین اور آپ توکل کریں اوپر غالب مہربان کے، جو دیکھتا ہے تجھ کو جس وقت تو اٹھتا ہے، اور پھرنا تیرا بیچ سجدہ کرنے والوں کے۔

اس آیت کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی تفسیر میں جو ام التفاسیر ہے لکھتے ہیں۔

"ویقال فی اصلاب ابائک الاولین"۔ یعنی آپ ﷺ کا نور اپنے آباؤ کرام کے اصلاب میں ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا، مطلب یہ کہ آپ ﷺ کے آبائے کرام و امہات محترمات ساجدین یعنی مسلمین تھے۔

اور حضرت امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی تفسیر در منثور میں اس آیت کے تحت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

"مازال النبی ﷺ یتقلب فی اصلاب الانبیاء حتی ولدت امه"

یعنی حضور علیہ السلام اصلاب انبیاء میں پھرتے چلے آئے حتی کہ آپ کو آپ کی والدہ نے جنا۔

حضرت امام شہاب الدین احمد الحجر المکی الیتمی افضل القری لقراء ام القری میں لکھتے ہیں۔

یعنی آیہ کریمہ وتقلبک فی الساجدین کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا' تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کے والدین حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل جنت سے ہیں کہ وہ تو ان سب بندوں میں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے لئے چنا تھا قریب تر ہیں اور یہی قول حق ہے۔

اور نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے من نبی الی نبی حتی اخرجتک نبیا یعنی میں تم کو ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل کرتا رہا حتی کہ تم کو نبی پیدا کیا۔

۲۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے لقد جاء کم رسول من انفسکم آیا پاس تمہارے پیغمبر تمہاری جانوں میں سے۔

بعض قراء نے انفسکم فاء کی فتح کے ساتھ پڑھا ہے' یعنی آیا پاس تمہارے رسول نفیس تر تمہارے سے' چنانچہ تفسیر بیضاوی میں ہے وقرئی من انفسکم ای اشرفکم اور ایسا ہی تفسیر کبیر میں ہے۔

امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ فصل اول میں لکھتے ہیں۔

"بقولہ تعالیٰ لقد جائکم رسول من انفسکم الایہ قال السمر قندی وقرء یعضھم من انفسکم بفتح الفاء و کونہ من اشرفھم و ارفعھم و افضلھم علی قراۃ الفتح" یعنی امام ابواللیث نصر سمرقندی نے فرمایا کہ بعض قراء

نے فتح فاء سے پڑھا ہے، اس کا یہ مطلب ہوا کہ آیا پاس تمہارے رسول اشرف اورِ ارفع اور افضل تمہارے سے۔

اور شفاء قاضی عیاض میں ہے۔

"و روی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ من انفسکم قال نسبا و صھرا و حسبا قال لیس فی ابائی من لدن ادم سفاح کلھا نکاح قال ابن الکلبی کتبت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خمس مائہ ام فما و جدت فیھن سفاحا ولا شیا مما کان علیہ الجاھلیہ"

یعنی مروی ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انفسکم کہ میں نسب اور صہر و حسب میں تم سب سے عمدہ تر ہوں، اور میرے آبائے کرام میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک سفاح (زنا) نہ تھا بلکہ نکاح تھا، امام ابن اکلبی نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کی پانسو امہات کرام کا سلسلہ لکھا، پس نہ پایا میں نے ان میں سفاح کو، اور نہ ایام جاہلیت کی کسی چیز کو مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امھارت مومنہ متقیہ تھیں۔

ف۔ پانسو امہات سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نانیاں پڑنانیاں ہیں۔

۳۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یاایھا الذین امنوا انما المشرکون نجس اے ایمان والو مشرک ناپاک ہیں۔

اس آیت میں بھی اسلام آبائے کرام نبوی پر استدلال کیا جاتا ہے، کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام حدیثوں میں فرماتے ہیں کہ میں پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا، تو ضرور ہے کہ آپ کے تمام آباؤ کرام طاہرین اور امہات طاہرات سب اہل ایمان و توحید ہوں کی نص قرآن مجید میں کسی کافرہ کے لئے کرم و طہارت سے حصہ نہیں۔

امام ابن حجر الہیتمی افضل القری میں لکھتے ہیں۔

ان اباء النبی ﷺ غیر الانبیاء و امهاته الی آدم و حوا لیس فیهم کافر لان الکافر لایقال فی حقه انه مختار ولا کریم ولا طاهر بل نجس قدصرحت الاحادیث بانهم مختارون وان الاباء کرام والا مهات طاهرات

یعنی آنحضرت ﷺ کے سلسلہ نسب میں بعض تو انبیاء ہیں اور جو ان کے علاوہ آپ سے لے کر حضرت آدم و حوا تک ہوئے ہیں، کوئی ان میں کافر نہ تھا، کیونکہ کافر کے حق میں پسندیدہ اور کریم اور پاک نہیں کیا جا سکتا، بلکہ نجس کہا جا سکتا ہے، اور حضور کے آباؤ اجداد کے متعلق احادیث میں تصریح ہے کہ وہ سب پسندیدہ تھے، باپ دادے کرام تھے، اور امہات پاکیزہ تھیں۔

۴۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اکرم ﷺ نے بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القر آن الذی کنت منه یعنی میں بھیجا گیا ہوں بہتر طبقوں سے بنی آدم کے ہر زمانے میں یہاں تک کہ ہوا ہوں اس طبقہ سے جو بہتر ہے۔

حضرت شیخ محدث دہلوی اشعتہ اللمعات شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا

"گفت آنحضرت ﷺ بر انگیخته شده و فرستاده شده ام من از بهترین طبقات فرزندان آدم قرنے بعد از قرنے یعنی در هر قرن در صلبهائے پدراں میگشتم و مراد بخیر قرون بنی آدم هر طبقه ایست که پدران آنحضرت ﷺ دوران طبقه بودند و آنحضرت ﷺ دز اصلاب آنها بود چنانچه بعد از اسماعیل علیه السلام کنانه و بعد ازوے قریش بود و بعد ازوے هاشم بود حتی من القرن الذی کنت منه تا آنکه

شدم از قرنے که شدم ازوے۔ انا آبائے کرام آنحضرت ﷺ پس ہمه ایشاں از آدم تا عبدالله طاہر و مطہر انداز دنس کفر و رجس شرک چنانچه فرمود بیروں آمده از اصلاب طیبه بار حام طاہره"

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے تمام آباؤ و امہات کفر کی برائی اور شرک کی پلیدی سے پاک و طاہر تھے۔

ایسا ہی لکھتے ہیں اس حدیث کی شرح میں شیخ نورالحق محدث دہلوی تیسیر القاری شرح صحیح بخاری کی تیسری جلد میں اور امام بدر الدین عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کی ساتویں جلد میں، اور امام شہاب الدین احمد "قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کی چھٹی جلد میں، اور امام ابن حجر" سقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں۔

حافظ ابونعیم محدث دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لائے ہیں کہ فرمایا حضور علیہ الصلوۃ والسلام لم ازل انقل من اصلاب الطاہر بن الی ارحام الطاہرات یعنی میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں سے منتقل ہوتا رہا ہوں۔

طوالت مضمون کی وجہ سے انہیں چند دلائل پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ اسلام آبائے نبی ﷺ میں بہت احادیث و اقوال وار دہیں اور اسی طرف گئے ہیں جمہور علماء کرام، مثلا امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر، اور علامہ محمد بن ابی شریف الحسنی التلمسانی شارح شفاء، اور علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح مواہب الدنیہ، اور علامہ حسین بن محمد دیار بکری صاحب الخمیس فی احوال انفس نفیس، اور امام شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی صاحب افضل القری، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شارح مشکوۃ، اور علامہ نور الحق محدث دہلوی شارح بخاری، اور علامہ شیخ الاسلام حنفی شارح بخاری، اور امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی صاحب الحاوی الکبیر، اور مولانا عبدالعلی بحر العلوم لکھنوی اور علامہ سید محمد ابن عابدین شامی صاحب

ردالمختار اور امام عبدالرؤف مناوی صاحب التیسیر شرح جامع صغیر، اور قطب الامام بو صیری عطاء رسول صاحب ہمزیہ قصیدہ بردہ، اور امام شیخ ابوعبداللہ محمد بن سلیمات الجزولی صاحب دلائل الخیرات اور علامہ عطاء اللہ محدث المعروف بہ جمال الحسینی صاحب روضۃ الاحباب اور مولانا معین الدین الھروی صاحب معارج النبوۃ اور مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب شواہد النبوۃ، اور مولوی محمد باقر گاہ مدراسی صاحب ہشت بہشت اپنی اپنی تصانیف عالیہ میں۔

اور اکثر علماء عظام نے اسلام آبائے نبی ﷺ میں مستقل رسالے لکھے ہیں مثلا امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی نے سات رسالے مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی، الدرج المنیفہ فی الاباء الشریفہ و دیگر

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن پاک میں آرہا ہے ابراہیم لابیہ آرز۔۔۔

آیا ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر ہے یا نہیں؟ اگر کوئی اور ہے تو اس کا نام لکھیں۔۔۔

جواب :۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا نام تارخ ہے۔۔۔ "خاء" کے ساتھ یا "حاء" کے ساتھ۔۔۔ دونوں طرح تفاسیر میں آیا ہے اور آزر آپ کا عم یعنی چچا یا تایا ہے اور ہر ملک اور قوم کا عام محاورہ ہے کہ تایا یا چچا کو بابا یا ابا کہا جاتا ہے۔

بلکہ قرآن کریم میں پہلے پارہ کے آخر میں ہے۔

نعبد الھک و الہ ابائک ابراہیم و اسمعیل واسحق الھا واحد۔۔۔

تو حضرت اسماعیل کو جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے تایا ہیں، "اب" فرمایا

ہے تو اسی طرح لابیہ آزر میں آزر کو جو ابراہیم علیہ السلام کا عم ہے "اب" سے تعبیر فرمایا ہے اس پر کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں، محققین کرام نے کافی دلائل قائم فرمائے ہیں۔۔۔

تفسیر مظہری جلد ۳، صفحہ ۲۸۶ میں ہے۔

کان آزر علی الصحیح عمالابراہیم و العرب یطلقون الاب علی النعم....

نیز اسی میں ہے۔

قال الزرقانی فی شرح المواہب ان دلیل کون آزر عمالابراہیم ما قد صرح به الشهاب الهیثمی بان اهل الکتابین و التاریخ اجمعوا ان ابراہیم

نیز جلد ۳، صفحہ ۲۸۷ میں ہے

وقال السیوطی روینا بالاسانید عن ابن عباس و مجاہد و ابن جریر و السدی انهم قالوا لیس آزر ابا لابراہیم انما هو ابراہیم بن تارخ۔۔۔

نیز اسی میں ہے۔

واما ابوه فانه تارخ بالحاء المهلمه وقیل بالمعجمه۔۔۔

نیز اس میں یہ دلیل ذکر کی ہے کہ بخاری شریف کی صحیح حدیث میں ہے۔

بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا۔۔۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر زمانہ میں بنی آدم کی بہترین جماعت میں سے حضور ﷺ بھیجے گئے۔۔۔ (جلد ا، صفحہ ۵۰۳)

باپ دادے ہر زمانہ میں بہترین جماعت میں سے تھے حالانکہ کافر بہترین نہیں ہو سکتا بلکہ بدترین ہوتا ہے۔۔۔

قرآن فرماتا ہے

ولعبد مومن خیر من مشرک۔۔۔

اور کافروں کے حق میں فرماتا ہے

اولئک ھم شر البریتہ۔۔

تو معلوم ہوا کہ آزر جو بدترین تھا ہرگز ہرگز حضور پر نور ﷺ کا دادا نہیں بن سکتا اور یونہی فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ کے صفحہ ۷ میں ہے اور امام زرقانی نے مواہب اللدنیہ میں بڑی وضاحت فرمائی ہے' دیکھئے جلدا' صفحہ ۱۷۶۔ ۱۷۷ اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تو اپنے مخصوص متعدد رسائل میں یہ مسئلہ بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔۔۔ خصوصا مسالک الحفاء کے صفحات ۲۵' ۲۶' ۲۷ اور ۲۸ اور رسالہ الدرج المنیفہ کا صفحہ ۱۱ دیکھنے کے قابل ہیں اور مجدد مائتہ حاضرہ امام اہل سنت والجماعت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا رسالہ مبارکہ شمول الاسلام اس میں بھی بڑی تفصیل ہے۔۔۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معرفت رسول اللہ ﷺ حاصل تھی

(علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ ج ا' ص ۱۹۴)

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معرفت رسول کریم ﷺ حاصل تھی

ابن اسحاق' بیہقی اور ابو نعیم نے اپنی سند سے روایت کی کہ ہم سے عبداللہ بن عباس بن معبد نے اور ان سے ان کے بعض گھر والوں نے حدیث بیان کی کہ عبدالمطلب کے لئے سایہ خانہ کعبہ میں مسند لگائی جاتی اور مسند پر کوئی بھی ان کی اولاد میں سے نہ بیٹھتا مگر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ اسی مسند پر بیٹھ جاتے۔ کوئی چچا جب یہ دیکھ لیتا اور حضور ﷺ کو مسند سے ہٹنے کے لئے کہتا تو پھر عبدالمطلب فرماتے "میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو۔" پھر آپ

ﷺ کی پشت پر شفقت اور پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے۔
"بلاشبہ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔"

جب حضرت عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو حضور ﷺ آٹھ سال کے تھے۔ حضرت عبدالمطلب نے وفات سے پہلے حضور ﷺ کے لئے حضرت ابوطالب کو وصیت کر دی تھی۔ (اس بنا پر بعض ارباب علم و فضل یہ استدلال کرتے ہیں کہ عبدالمطلب کو اپنے نبیرہ محترم کی ان خصوصیات سے منجاب اللہ آگہی حاصل تھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات میں ودیعت فرما دی)

ابو نعیم نے بہ طریق عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے مانند روایت کی۔ البتہ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ "میرے بیٹے کو چھوڑ دو کہ وہ سند پر بیٹھا رہے' وہ اپنی ذات کے بارے میں شعور اور معرفت رکھتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسے مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے گا کہ نہ اس سے پہلے کوئی پہنچا نہ بعد میں پہنچ سکے گا۔"

ابن سعد اور ابن عساکر نے زہری' مجاہد اور نافع بن جبیر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مسند عبدالمطلب پر بیٹھ جایا کرتے' کوئی چچا آتا اور آپ ﷺ سے ہٹ جانے کو کہتا' تو عبدالمطلب فرماتے "میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو کیوں کہ اس میں شاہانہ صفات ہیں۔"

بنی مدلج نے عبدالمطلب سے کہا "آپ محمد ﷺ کی حفاظت کیجئے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم کے مشابہ (جو مقام ابراہیم میں ہے) کسی کا قدم نہیں دیکھا مگر محمد ﷺ کا نشان قدم اس سے بہت مشابہ ہے۔"

حضرت عبدالمطلب نے ام ایمن سے فرمایا "اے کنیز! اس فرزند سے پہلے بے پرواہ نہ ہونا' اس لئے کہ اہل کتاب میرے اس بیٹے کو نبی بتاتے ہیں۔"

ابو نعیم نے واقدی کی سند کے ساتھ ان کے مشائخ سے روایت کی کہ' ہم

ایک روز حجر اسود کے قریب عبد المطلب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور نجران کا پادری جو ان کا دوست تھا ان سے باتیں کر رہا تھا کہ ہم ایک نبی کی خبر پاتے ہیں جو بنی اسمٰعیل سے ہو گا یہ شہر مکہ مکرمہ اس کی ولادت گاہ ہے اور اس کی یہ اور یہ علامات ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ پادری نے آپ کی آنکھوں، پشت اقدس اور قدم شریف کو بہ غور دیکھا اور کہنے لگا وہ نبی یہی ہیں۔ اس نے پوچھا، آپ کا ان سے کیا رشتہ ہے؟

انہوں نے جواب دیا۔ "یہ میرا فرزند ہے۔"

پادری نے کہا "نہیں ان کے بارے میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس نبی کے والد حیات نہ رہیں گے۔"

عبد المطلب نے کہا "دراصل یہ میرا پوتا ہے اور اس کے باپ نے اس وقت وفات پائی جبکہ یہ حمل میں تھے۔" پادری نے کہا آپ نے سچ فرمایا اس کے بعد عبد المطلب نے اپنے بیٹوں کو آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے ہدایت کی۔

بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے عفیر بن زرعہ کی سند سے روایت کی کہ جب سیف بن ذی یزن کا تسلط حبشہ پر ہوا۔ (یہ واقعہ آنحضور ﷺ کی ولادیت کے دو سال بعد ہوا تھا) تو عرب کے وفود اسے مبارک باد دینے آئے جن میں قریش کے وفد کے سربراہ عبد المطلب بھی تھے ان سے سیف نے کہا اے عبد المطلب! میں اسرار علمی کی ایک بات تم سے بیان کرتا ہوں اس کا ایک تعلق تم سے بھی ہے، جو اس کے وجود کا تعلق ہے۔ مگر میرا بیان اس شرط پر ہو گا کہ آپ اسے بدون حکم خداوندی کسی پر ہرگز ظاہر نہ کریں گے۔ اس میں کچھ لوگوں کے لئے خیر اور کچھ کے لئے خطرہ ہے، اس میں دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات ہے اور جس کے اثرات کا دائرہ وسیع ہے حضرت عبد المطلب نے پوچھا "ایسی کون سی بات ہے۔"

سیف نے کہا: "اس زمانہ میں تہامہ کی سرزمین پر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس

کے دونوں شانوں کے درمیان ایک دائرہ ہے' اس فرزند جلیل کو شرف امانت و ہدایت حاصل ہے اور تم سب اور ساری نوع انسانی کے لئے اس کی پیشوائی اور ہدایت قیامت تک کے لئے مخصوص ہے۔ اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا یہی وہ زمانہ ہے جس میں اس کو پیدا ہونا ہے یا وہ پیدا ہو چکا ہے نام اس کا محمد ہے اس کے والدین فوت ہو جائیں گے اور اس کے دادا اور اس کے چچا کفالت کریں گے' اس کا حکم غالب ہو کر رہے گا اور ہم میں سے اس کے لئے مددگار پیدا کرے گا۔ اس کے ذریعہ دشمن دوست بنیں گے اور سچائی کے مخالفوں کو ذلیل و خوار کریں گے' ہلاکت کے گہرے غاروں سے لوٹ کر لوگ سلامتی کی راہ پر گامزن ہوں گے' ان کے لئے مادی وسائل فراہم کرنا آسان ہو گا وہ زمین کے خزانوں سے اپنے ارادہ کی قوت باہر نکالیں لیں گے۔ وہ صرف رحمان کی عبادت کریں گے اور طاغوت کی قوت اور سرکشی کو توڑ دیں گے' آتش کدے سرد اور بتکدے تباہ ہوں گے' اس کے عدل اور انصاف گستری کا انعام خویش و بیگانہ سب کو پانی' ہوا اور سورج کی شعاع کی طرح یکساں ملے گا۔ اے عبدالمطلب! تم اس کے دادا ہو' یہ بات جھوٹ نہیں ہے۔ تو اے خوش قسمت بوڑھے سردار' اور پاسبان حرم! تو کیا تم نے سمجھ لیا جو میں کہہ رہا تھا؟"

انہوں نے کہا: "ہاں اے واقف حال بادشاہ! میں نے اپنے محبوبُ ترین فرزند کا نکاح ایک شریف خاندان' شریف خصلت زہری خاتون سے کیا ہے جس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا۔ بچہ کے والدین وفات پا گئے لہٰذا میں اور اس کا چچا اب اس کے کفیل ہیں۔"

سیف نے کہا: "میری باتوں کو یاد رکھنا' بچہ کو یہودیوں سے محفوظ رکھنا کیوں کہ وہ اس کے دشمن ہیں اگرچہ ان کی رسائی بچہ تک نہیں ہو گی۔ بلاشبہ میرے زمانہ اقتدار میں وہ مبعوث ہو جاتے تو میں سوار اور پیادوں سے ان کی مدد کرتا۔"

ابو نعیم' فزائطی اور ابن عساکر نے بہ طریق کلبی ابو صالح سے' انہوں نے ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جو مندرجہ بالا حدیث ہی کے مطابق ہے۔
واقدی اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن کعب سے روایت کی کہ مجھ سے میری قوم کے بزرگوں نے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ عبدالمطلب کی حیات میں ہم اپنے علاقہ سے عمرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ تیما کا ایک یہودی بغرض کاروبار تجارت ہمارے ساتھ ہو گیا مکہ مکرمہ پہنچ کر اس نے عبدالمطلب کو دیکھا تو اس نے کہا کتب سماوی میں ہے کہ اس شخص کی نسل سے ایک نبی پیدا ہو گا۔

بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب جنتی ہیں

ان میں سے چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔
آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

۱۔ حدیث :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قال جبریل علیہ السلام قلبت الارض مشارقها و مغاربها فلم اجدبنی اب افضل بنی هاشم
یعنی کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میں نے زمین کو مشرق اور مغرب تک پلٹا ہے، پس ہاشم سے زیادہ افضل کسی باپ کو اولاد کو نہیں پایا۔

۲۔ حدیث :۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا معشر بنی هاشم والذی بعثنی بالحق نبیالو اخذت بحلقه باب الجنه مابدات الابکم یعنی اے گروہ بنی ہاشم! اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا' اگر میں نے جنت کے دروازہ کی کنڈی پکڑی تو سب سے پہلے تم کو داخل کروں گا۔

۳۔ حدیث :۔ فرمایا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے انما نحن و بنو هاشم هکذا و شبک بین اصابعه و انما نحن و بنو هاشم واحد یعنی ہم اور اولاد ہاشم

یوں ہیں اور آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی آپس میں ڈال دیا' یا یوں فرمایا کہ ہم اور بنی ہاشم ایک ہی چیز ہیں۔

۴۔ زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ تم حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کو کیوں نہیں جاتے؟ وہ بیمار ہیں' زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توقف کیا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں خبر نہیں کہ بنی ہاشم کی عیادت فرض ہے اور ان کی زیارت نفل ہے۔

. طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ عہد صحابہ میں کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم سے بغض علامت نفاق ہے۔

فضائل بنی عبدالمطلب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کے فضائل میں بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے یہاں صرف دو حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ **حدیث :۔** حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نحن بنی عبدالمطلب سادات اهل الجنه انا و حمزة و علی و جعفر والحسن والحسین و المهدی یعنی ہم بنی عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں اور حمزہ اور علی جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی

۲۔ **حدیث :۔** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا بنی عبدالمطلب انی سالت الله لکم ثلاثه ان یجعل لکم جوداء نحداء رحماء یعنی اے بنی عبدالمطلب میں نے تمہارے لئے تین باتوں کی دعا کی ہے کہ تم کو سخی' دلیر' رحم دل بنا دے۔

خلاصہ

بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب جنتی ہیں کیونکہ وہ دین ابراہیمی پر تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب

(مشکوۃ ج ۸، ص ۱۹)

سمجھ آئی کچھ

۱۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومن ہیں۔

۲۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانا کہ میں ملت عبدالمطلب پر مر رہا ہوں کا مطلب یہ ہے کہ میں بھی مومن ہوں۔

معاذ اللہ اگر حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہو گے تو

پھر حضرت عبدالمطلب کے ایمان مبارک پر زد پڑے گی جو کہ بہت ہی خطرناک بات ہے اور سنگین غلطی ہے۔

نوٹ :۔ اس بات کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ کچھ لوگ عالم کہلاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کریمین کے ایمان کے قائل ہیں۔ اگر ابولہب کی بیٹی سبیعہ کو لوگ کافر کہیں ــــــــــ تو اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچتی ہے۔ اس بات کے بھی قائل ہیں لیکن یہ نام نہاد عالم حضرت ابوطالب کو کافر (معاذ اللہ) کہتے ہیں۔

یہاں ان کی عقل ختم ہو جاتی ہے وہ یہ کہ ایسا کہنے سے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچتی ہے۔ شہنشاہ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھی ایذا پہنچتی ہے۔

ایمان عبدالمطلب کے دلائل

روایت نمبر ۱:۔ ایک یہودی عالم کی پیشگوئی کہ اے عبدالمطلب تیرے ایک ہاتھ میں بادشاہی اور دوسرے میں نبوت ہوگی

ترجمہ:۔ ابن عباس بن عبدالمطلب سے بیان کرتے ہیں کہ جناب عبدالمطلب نے مجھ سے بیان کیا میں ایک مرتبہ سردیوں میں یمن گیا۔ تو وہاں ایک یہودی عالم سے ملاقات ہوئی۔ ایک زبور کو ماننے والے شخص نے مجھ سے پوچھا کس خاندان سے ہو؟ میں نے کہا قریش سے پوچھا ان کی کونسی شاخ میں سے؟ میں نے کہا بنی ہاشم سے پھر وہ کہنے لگا! اے ابو عبدالمطلب! اجازت ہو تو میں تمہارا کچھ جسم دیکھ سکتا ہوں؟ میں نے کہا شرمگاہ کے علاوہ دکھا سکتا ہوں۔ اس نے میری ناک کا دایاں نتھنا پھر بایاں دیکھا تو کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں حکومت اور دوسرے میں نبوت ہے ہم تو اس کا حقدار بنی زہرہ کو جانتے تھے یہ کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا مجھے کیا خبر کہنے لگا تمہاری بیوی ہے میں نے کہا ابھی تو نہیں پھر عبدالمطلبؑ بیان کرنے لگے کہ میں جب واپس مکہ آیا اس نے کہا کہ بنی زہرہ میں سے شادی کرنا چنانچہ میں نے ہالہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ سے شادی کی۔ اس سے میرے ہاں حمزہ اور صفیہ پیدا ہوئے اور پھر جناب عبداللہ نے آمنہ بنت وہب سے شادی کی۔ تو ان سے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔

روایت نمبر ۲:۔ جناب عبدالمطلب نے اپنے پوتے کا نام محمد اس لئے رکھا تاکہ زمین و آسمان میں ان کی تعریف ہوا کرے

ترجمہ:۔ جناب عبدالمطلب نے عورتوں کو کہا کہ اس نومولود کو بہت حفاظت

کرنا کیونکہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ خیر کثیر کو پہنچے گا۔ پھر جب ساتواں دن آیا تو ان کی طرف سے ذبح کیا گیا اور قریش کو کھانے کی دعوت دی جب سب کھا چکے تو پوچھا اے عبدالمطلب یہ نومولود جس کی تو نے ہمیں دعوت کھلائی اس کا کیا نام رکھا ہے؟ کہا میں نے محمد نام رکھا ہے۔ کہنے لگے۔ خاندانی ناموں کو چھوڑ کر یہ نیا نام رکھنے کی کیا وجہ ہے کہا میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اور اس کی مخلوق زمین پر اس کی تعریفیں کرے اس لئے میں نے یہ نام رکھا ہے۔

روایت نمبر ۳:۔ جناب عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عبداللہ۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر رکھا

ترجمہ :۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ جناب عبدالمطلب گھر سے نکلے تو ان کے ساتھ ان کے بیٹے جناب عبداللہ بھی تھے خاندان قریش میں سب سے زیادہ حسین اور اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک ان کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے جناب عبداللہ کامل ترین خوبصورت ترین اور محبوب ترین شخص تھے اور اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کو ان کا نام رکھنے کی مخصوص راہنمائی فرمائی کیونکہ ان کا نام وہ نام ہے۔ جو ازروئے احادیث اللہ تعالیٰ کو تمام ناموں سے زیادہ محبوب ہے۔ یعنی عبداللہ اور عبدالرحمٰن

روایت نمبر ۴ :۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کا علم کتب سابقہ سے بھی معلوم تھا

ترجمہ :۔ عبدالمطلب بن وہب اپنے باپ کے ذریعہ اپنی پھوپھی سے روایت

کرتے ہیں کہ جب سیدہ آمنہ بنت وہب کے ہاں سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت با سعادت ہوئی تو انہوں نے جناب عبدالمطلب کی طرف ایک خوش خبری دینے والے کو بھیجا جب وہ آپ کے پاس آیا۔ تو آپ اس وقت حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ارد گرد آپ کے بیٹے اور قوم کے کچھ اور مرد بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آنے والے نے خوشخبری دی کہ آمنہ کے گھر ایک بچہ کی ولادت ہوئی ہے۔ یہ سن کر عبدالمطلب بہت خوش ہوئے۔ اٹھے اور جو ان کے ساتھ وہاں لوگ تھے سبھی اکٹھے حضرت آمنہ کے گھر آئے۔ تو حضرت آمنہ نے جو کچھ (خرق عادت کے طور پر) دیکھا' جو ان سے کہا گیا اور جن باتوں کا انہیں حکم دیا۔ وہ سب عبدالمطلب سے کہہ دیں عبدالمطلب اسے لے کر کعبہ میں آئے وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کی عطا پر شکر گزار ہوئے۔ ایک اور روایت کے مطابق جناب عبدالمطلب نے کچھ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

۱۔ تمام تعریفیں اس اللہ پاک کی جس نے ہمیں یہ نہایت سخی بچہ عطا فرمایا۔

۲۔ پنگھوڑے میں ہی اس نے تمام بچوں کی سیادت حاصل کر لی میں اسے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں جو ہر ارکان کا مالک ہے۔

۳۔ میں اس کو مضبوطی اور بلوغ تک پہنچتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس وقت تک ہر حاسد کے حسد سے میں اسے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ صاحب البدایہ و النہایہ نے یہ شعر بھی ذکر کیے ہیں۔

ذی همه لیس له عینان
حتی اراه رافع اللسان

انت الذی سمیت فی القران
فی کتب ثابته المثانی

احمد مکتوب علی اللسان

(البدایہ و النہایہ جلد دوم صفحہ نمبر ۲۶۵)

ترجمہ :۔ صاحب ہمت ہیں۔ ان کا کوئی سردار نہیں میں انہیں کا چرچا لوگوں کی زبان پر سنوں۔

تم وہ ہو کہ جن کا کتب سابقہ میں یوں تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن میں ان کا نام احمد عام و خاص کی زبان پر جاری ہو گا۔

روایت نمبر ۵ :۔ حلیمہ کو دایہ بنانے کے لئے جناب عبدالمطلب کو غائبانہ آواز آئی

ترجمہ :۔ (زرقانی میں ان اشعار سے کچھ قبل اس بات کا تذکرہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ایک فرشتے نے آسمان پر ندا دی۔ کہ اس در یتیم کو کون دودھ پلانے کی سعادت حاصل کرے گا۔ تمام پرندوں نے کہا کہ اس کی کفالت ہمارے ذمہ پر چھوڑی جائے ہم اس کی خدمت عظیم کو اپنے لئے غنیمت سمجھیں گے اسی طرح جنگلی جانوروں نے بھی خواہش کا اظہار کیا) (اور پھر قدرت کی زبان سے یہ ندا آئی۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت قدیمہ کے تحت یہ فیصلہ کر دیا تھا۔ کہ اس نومولود کی رضاعت کی سعادت حلیمہ کو حاصل ہو گی۔ علامہ زرقانی نے ذکر کیا کہ جب حلیمہ سعدیہ کا شانہ رسالت میں داخل ہوئیں۔ تو جناب عبدالمطلب کو ہاتف سے یہ آواز آئی۔

۱۔ بے شک سیدہ آمنہ کا نور نظر جناب محمد ﷺ امین اور تمام لوگوں سے بہتر اور اچھوں سے اچھا ہے۔

۲۔ سعدیہ حلیمہ کے علاوہ ان کی کوئی دودھ پلانی والی نہیں جو صاف کپڑوں والی اور صاف چادر والی ہے ہاں سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت بڑی نیکی کی مالکہ ہیں حلیمہ ہر عیب اور برائی سے پاک ہیں اور شرم و حیاء کی پیکر ہیں۔

۳۔ ان کے سواء کسی اور کے سپرد نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو غالب اور قدرت والا ہے۔

روایت نمبر۶:۔ جناب عبدالمطلب کے موحد اور مومن ہونے پر صراحتہ آپ کے اشعار دلالت کرتے ہیں

البدایتہ والنہایتہ

قام عبدالمطلب یدعو اللہ و ذکر یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق ان عبدالمطلب یقول

اللھم انت الملک المحمود
ربی انت المبدی المعید

ان شئت الھمت کما ترید
لعوضع الحلیہ والحدید

فبین الیوم کما ترید
انی نذرت العاھد المعھود

اجعلہ رب لی فلا اعود

(البدایتہ والنہایتہ جلد دوم ص ۲۴۶)

ترجمہ:۔ (زمزم کا کنواں جناب عبدالمطلب سے پہلے بند ہو چکا تھا۔ بذریعہ الہام انہیں کھودنے کا حکم ملا لیکن یہ جگہ چونکہ اساف اور نائلہ بت کے درمیان واقع تھی۔ اس لئے ان بتوں کے نقصان کے پیش نظر قریش نے ان کی مخالفت کی) اس پر جناب عبدالمطلب دعا کے لئے اللہ کے حضور کھڑے ہوئے اور یہ اشعار بطور دعا

پڑھے۔

ا۔ اے اللہ! تو بادشاہ اور قابل تعریف ہے۔ میرے پروردگار تو ہی ابتدا میں سب کو پیدا کرنے والا اور پھر دوبارہ ان کا اعادہ کرنے والا ہے۔

۲۔ تو چاہے تو جیسے بھی مجھے الہام سے نواز دے اور اس جگہ اگرچہ لوہا اور سونا رکاوٹ کیوں نہ وہں۔

۳۔ اور آج کے دن تو اپنے ارادہ کو واضح کر دے۔ میں نے تو پختہ نذر مانی ہوئی ہے اور مجھے اس سے پھر جانے کی ہمت نہ عطا کرنا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے چھوٹے اور سب لاڈلے بیٹے تھے آپ کے والد نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں دس بیٹے عطا کئے اور سب جوان اور صحت مند ہو کر ان کی تقویت کا باعث بنے تو وہ ان میں سے ایک بیٹے کو راہ خدا میں قربان کریں گے۔ جب سب سے چھوٹے بیٹے حضرت عبداللہ کی عمر اٹھارہ بیس سال ہو گئی تو اب انہیں اپنی نذر ایفاء کرنے کا خیال آیا۔ آپ نے اپنے فرزندوں کو اپنے پاس طلب کیا انہیں بتایا کہ انہوں نے جو نذر مانی تھی اس کو پورا کرنے کا وقت اب آگیا ہے سب بیٹوں نے بڑی سعادت مندی کا اظہار کرتے ہوئے سر جھکا دیئے اور بصد ادب عرض کیا۔ کہ اے ہمارے پدر بزرگوار! آپ اپنی نذر پوری کیجئے ہم میں سے جس کو آپ قربانی کے لئے نامزد کریں گے وہ اس پر فخر کرے گا اور اپنے سر کا نذرانہ بصد مسرت پیش کر دے گا۔ طے پایا کہ بیت اللہ شریف کے فال نکالنے والے سے فال نکلوائی۔ جس کے نام کا قرعہ نکلے اس کو بلا پس و پیش راہ خدا میں قربان کر دیا جائے۔

سب مل کر بیت اللہ شریف کے پاس جمع ہوئے فال نکالنے والے کو بلایا گیا صورت حال سے اسے آگاہ کیا گیا وہ فال کے تیر نکال کر لے آیا وہ فال نکالنے کے

لئے تیاری کرنے لگا کسی ایک بچے کے نام قرعہ ضرور نکلے گا۔ آپ کے سارے بچے شکل و صورت اور سیرت و کردار کے لحاظ سے چندے آفتاب و چندے ماہتاب تھے۔ کسی ایک کے گلے پر چھری ضرور پھیری جائے گی لیکن عبدالمطلب پہاڑ کی چٹان بنے کھڑے ہیں۔ ان کے ارادے میں کسی لچک کا دور دور تک نشان نہیں۔ اپنے رب سے انہوں نے جو وعدہ کیا تھا اس کو وہ ہر قیمت پر پورا کریں گے اپنے اس پختہ عزم کا اظہار وہ اس رجز سے کر رہے ہیں۔

عاهدته و انا موف عهده
والله لایحمد شئی حمده
اذا کان مولای وانا عبده
نذرت نذرا لا احب رده
ولا احب ان اعیش بعده

"میں نے اپنے رب سے عہد کیا ہے اور میں اپنے عہد کو پورا کروں گا۔ بخدا کسی چیز کی ایسی حمد نہیں کی جاتی جس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد کی جاتی ہے جب وہ میرا مولا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اور اس کے لئے میں نے نذر مانی ہے میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس نذر کو مسترد کر دوں۔ پھر مجھے زندہ رہنے کی کوئی خواہش نہیں۔"

(اعلام النبوت' ص ۱۷۹)

فال نکالنے والے نے فال نکالی قرعہ فال حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ یہ درست ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت حسین ہیں بوڑھے باپ کے یہ سب سے چھوٹے بیٹے ہیں اور سب بھائیوں سے زیادہ وہ انہیں محبوب ہیں۔ لیکن یہاں معاملہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے خدا کا ہے۔ اس میں کوئی پیاری پیاری چیز بھی حائل نہیں ہو سکتی اگر اس کے خالق نے قربانی کے لئے

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند فرمایا ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی رضا کے لئے ضرور قربانی دیا جائے گا۔ چھری لائی جاتی ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنے کے لئے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آستینیں چڑھا رہے ہیں اس کی اطلاع بجلی کی ساعت کے ساتھ مکہ کے ہر گھر میں گونجنے لگتی ہے۔ قریش کے رؤساء یہ سن کر اپنی مجلسوں سے دوڑے چلے آتے ہیں مکہ کے ہر فرد پر سناٹا طاری ہے۔ مکہ کے سردار کہتے ہیں اے حضرت عبدالمطلب! ایسا ہرگز نہیں ہو گا چاند سے زیادہ من موہنے چہرے والا پھول سے زیادہ نازک بدن والا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے سامنے ذبح کر دیا جائے ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ وہ ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ میرا اور میرے پروردگار کا معاملہ ہے اس میں دخل دینے والے تم کون ہو طویل کشمکش کے بعد یہ طے پایا کہ حجاز کی عرافہ کے پاس جاتے ہیں۔ وہ جو فیصلہ کرے اس کو وہ سب تسلیم کریں چنانچہ سب مل کر یثرب پہنچتے ہیں وہاں اس عرافہ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں پتہ چلتا ہے کہ وہ خیبر میں سکونت پذیر ہے وہاں جاتے ہیں اس کو اپنے آنے کے مقصد سے آگاہ کرتے ہیں وہ کہتی ہے مجھے ایک دن کی مہلت دو میرا "تابعی" آئے گا میں اس سے پوچھ کر بتاؤں گی۔ دوسرے روز پھر اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں وہ کہتی ہے میرا تابعی آیا تھا میں نے تمہارے سوال کے بارے میں اس سے پوچھا تھا اس نے اس کا حل مجھے بتایا ہے پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارے ہاں مقتول کی دیت کیا ہے انہوں نے بتایا دس اونٹ اس نے کہا کہ تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ ایک طرف دس اونٹ کھڑے کر دینا اور دوسری طرف عبداللہ ۔ پھر فال نکالنا۔ اگر قرعہ اونٹوں کے نام نکلا تو ان کو ذبح کر دینا تمہاری نذر ادا ہو جائے گی اور اگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلے تو پھر دس دس اونٹ بڑھاتے جانا اور قرعہ نکالتے جانا یہاں تک کہ قرعہ عبداللہ کے بجائے اونٹوں کے نام نکلے جتنے اونٹوں پر قرعہ نکلے ان کو ذبح کر دینا یوں تمہاری نذر

پوری ہو جائے گی۔

سارا کارواں عرافہ کے اس فیصلہ کو سن کر مکہ واپس آگیا اور اس کے کہنے کے مطابق قرعہ اندازی شروع کر دی۔ دس اونٹوں کے وقت بھی قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ دس دس اونٹ بڑھاتے گئے لیکن ہر بار قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلتا رہا یہاں تک اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی۔ اس وقت قرعہ اندازی کی گئی تو حضرت عبداللہ کے بجائے سو اونٹوں پر قرعہ نکلا حضرت عبدالمطلب کو بتایا گیا آپ نے کہا تین بار قرعہ اندازی کرو اگر تینوں بار اونٹوں کے نام قرعہ نکلا تو تسلیم کروں گا ورنہ نہیں۔ عالم انسانیت کی خوش قسمتی تھی کہ تینوں بار قرعہ اونٹوں کے نام نکلا چنانچہ وہ سو اونٹ ذبح کر دیئے گئے اور اذن عام دے دیا گیا کہ ان کے گوشت کو جو چاہے جتنا چاہے لے جائے کسی کو روکا نہ جائے یہاں تک کہ کسی گوشت خور پرندے اور درندے کو بھی ان کا گوشت کھانے سے منع نہ کیا جائے۔ حضرت عبدالمطلب جب نذر ایفاء کرنے کی آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گزر گئے اور سو اونٹوں کے عوض حضرت عبداللہ کی جان بچ گئی تو ان کی مسرت و شادمانی کا اندازہ لگانا ہمارے لئے ممکن نہیں اب انہیں یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اپنے جواں بخت اور جواں سال بچے کی شادی کی خوشی منائیں ایسی دلہن بیاہ کر لائیں جو اپنے دولہا کی طرح خصائل و شمائل میں اپنی نظیر نہ رکھتی ہو۔ آپ کی حقیقت شناس نگاہ نے قریش کے بنو زہرہ خاندان کے سردار وسب بن عبد مناف بن زہرہ کی نور نظر حور شمائل لخت جگر "آمنہ" کا انتخاب کیا آپ وھب کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ اپنی بچی حضرت آمنہ کا رشتہ ان کے سب سے پیارے بیٹے عبداللہ کے لئے دیں۔ وھب نے جب دیکھا کہ بنو ہاشم کے سردار عبدالمطلب نے ان کے گھر قدم رنجہ فرمایا ہے اور اپنے جگر کے لئے ان کی نور نظر کا رشتہ طلب کرنے کے لئے آیا ہے تو وھب کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور انہوں نے بنو ہاشم کے سردار کی اس خواہش کو بس و چشم قبول کر لیا۔ حضرت عبداللہ کی عمر

اٹھارہ بیس سال تھی غفوان شباب کا علم' اس پر تقوی و پارسائی کے انوار کا ہجوم آپ کا حسن و جمال حشر سامان تھا۔ آپ جس گلی سے گزرتے سینکڑوں دل سینوں میں مچلنوں لگتے صدہانر گسیں آنکھیں قدموں میں بچھ جانے کے لئے بے چین ہو جاتیں۔ چھپ چھپ کر ایک جھلک دیکھنے کی آرزو معلوم نہیں کتنوں کو ماہی بے آب کی طرح تڑپا دیتی۔ علماء سیرت لکھتے ہیں۔

فلقی عبداللّٰہ فی زمنه من النساء من العناء مثل مالقی یوسف فی زمنه من امراة العزیز

"یعنی حضرت عبداللہ کو اپنے زمانہ میں عورتوں کی طرف سے انہیں مشکل اور صبر آزما حالات کا سامنا کرنا پڑا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے زمانہ میں عزیز مصر کی بیوی کی طرف سے پیش آئے۔"

اس سلسلہ میں مواہب اللدنیہ کے شارحین کا ایک اور جملہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

وفی شرح المواهب کان یتلا لانورا فی قریش وکان اجملهم وشغفت به نساء قریش وکدن ان تزهل عقولهن

(السیرۃ النبوۃ ازدحلان' ص ۴۲ ج ۱)

"حضرت عبداللہ قریش میں ایک تابندہ نور تھے اور سب سے زیادہ خوبصورت تھے قریش کی عورتیں ان کے دام محبت میں اسیر تھیں اور قریب تھا کہ وہ ان کی محبت میں ہوش و حواس کھو بیٹھتیں۔"

لیکن حضرت عبداللہ کی شرمگیں نگاہیں جھکی ہی رہتیں روئے زیبا پر شرم و حیاء شرافت و نجابت کے انوار برستے ہی رہتے اور اس کو مزید دلکش اور دل آویز

بناتے رہتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یوسف صدیق علیہ السلام اور زلیخا کا عہد رفتہ پھر لوٹ آیا ہے مکہ کی کئی دوشیزاؤں کے ہاتھ سے صبرو احتیاط کا دمان بار بار چھوٹ جاتا تھا بعض نے تو اپنے جان سوز شوق کی بیتابیوں سے بے بس ہو کر اپنے حسن و شباب کی جملہ رعنائیوں کو ان کے قدموں کی خاک پر قربان کر دینے کا برملا اظہار بھی کر دیا تھا۔ مزید برآں سو اونٹ کا نذرانہ پیش کرنے کی جسارت بھی کی تھی تاکہ ان سو اونٹوں کا معاوضہ ہو سکے جو ان کی جان بچانے کے لئے قربانی دیئے گئے تھے بایں ہمہ حضرت عبداللہ کا چہرہ جس نور مبین کی کرنوں کی جلوہ گاہ بنا ہوا تھا وہ انہیں کب کسی کی طرف نگاہ اٹھانے کی اجازت دیتا تھا آپ نے ہر بار بڑی بے نیازی اور حقارت سے ایسی تمام پیش کشوں کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا۔

اما الحرام فالممات دونہ
والحل لاحل فاستبینہ

رہا حرام تو اس سے تو موت بہتر ہے

فکیف بالامر الذی تبغینہ
یحمی الکریم عرضہ و دینہ

"میں ایسی بات کو کیسے قبول کر سکتا ہوں جو تم چاہتی ہو۔ کریم ہمیشہ اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے دین کی۔"

وھب نے حضرت عبدالمطلب کی خواہش کے مطابق حضرت آمنہ کا رشتہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینا منظور کر لیا پھر جلد ہی تقریب نکاح انجام پذیر ہوئی اور آپ اپنے عظیم القدر سسر کے زیر سایہ اپنے شوہر نامدار کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرنے لگیں۔

آپ جانتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب کا پیشہ تجارت تھا۔ آپ کی کوششوں کے طفیل مکہ مکرمہ کے تجارتی کاروانوں کو شام، فلسطین وغیرہ ممالک میں آمدورفت کی اجازت ملی تھی چنانچہ حضرت عبدالمطلب کے تجارتی سامان سے لدے

ہوئے اونٹ ممالک میں آیا جایا کرتے تھے شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پدر بزرگوار کے ایک تجارتی قافلہ کی نگرانی کرنے اور کاروباری ذمہ داریاں انجام دینے کے لئے ملک شام جانا پڑا۔ تجارتی مصروفیتوں سے فراغت پانے کے بعد جب آپ اپنے ساتھیوں کی معیت میں مکہ مکرمہ واپس آنے کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں بیمار ہو گئے قافلہ جب مدینہ پہنچا تو آپ کی طبیعت مزید خراب ہو گئی اس لئے وہ اپنے ننھال میں رک گئے تاکہ طبیعت سنبھلے تو سفر شروع کریں۔ دوسرے ساتھی واپس لوٹ آئے آپ ایک ماہ وہاں بیمار رہنے کے بعد واصل بحق ہو گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی اچانک وفات سے سب کو صدمہ ہوا ہو گا اور شدید صدمہ ہوا ہو گا لیکن حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل پر جو قیامت ٹوٹی اس کا بس وہی اندازہ لگا سکتی ہیں آپ نے اپنے عظیم خاوند کے اچانک انتقال پر ایک قصیدہ کہا اس کے چند اشعار آپ بھی پڑھیں تاکہ حضرت آمنہ کے دل دردمند کے احساسات کا آپ کو بھی اندازہ ہو سکے۔

عفا جانب البطحاء من ال هاشم
وجا ورلحد اخارجا فی الغمائم

"بطحا وادی کے کنارے نے ہاشم کے بیٹے کو موت کی نیند سلا دیا وہ مختلف پردوں میں لپٹا ہوا مکہ سے باہر لحد کا پڑوسی بن گیا۔"

دعته المنا یا دعوة فاجا بها
وما ترکت فی الناس مثل ابن ہاشم

"موتوں نے اسے اچانک دعوت دی جسے اس نے قبول کر لیا اور موت نے لوگوں میں ہاشم کے اس بیٹے کا کوئی مثیل باقی نہیں چھوڑا۔"

عشیه راحوا یحملون سریره
تعاوره اصحابه فی التزاحم

"عشاء کے وقت جب اس کے دوست اس کی چارپائی کو اٹھا کر لے جا رہے تھے تو وہ انبوہ کی وجہ سے باری باری کندھا بدل رہے تھے۔"

فان تک غالته المنون و ریبها

فقد کان معطاء کثیر التراجم

"اگرچہ موت اور اس کی مشکلات نے اس کو جھپٹ لیا ہے لیکن وہ درحقیقت بہت سخی اور بہت رحم کرنے والا تھا۔"

حبیب کبریاء علیہ اجمل التحیتہ والثناء ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ والد ماجد کاظل عاطفت سر سے اٹھا لیا گیا اور آپ یتیم ہو کر رہ گئے علامہ احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب السیرۃ النبویہ میں لکھتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لما توفی عبداللّٰہ قالت الملئکته یا الهنا وسیدنا بقی نبیک یتیما لا اب له وقال اللّٰہ تعالٰی لهم انا له حافظ ونصیر وفی روایه انا ولیه و حافظه وحامیه وربه وعونه ورازقه وکافیه فصلوا علیه و تبرکوا باسمه

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عبداللہ نے وفات پائی تو فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے ہمارے الہ! اور ہمارے سردار تیرا نبی یتیم ہو گیا اس کا باپ نہ رہا۔ اللہ تعالٰی نے انہیں فرمایا کہ ہم اس کے حافظ اور مددگار ہیں دوسری روایت میں ہے اللہ تعالٰی نے فرشتوں کو فرمایا میں اس کا دوست ہوں، نگہبان ہوں، مددگار ہوں، پروردگار ہوں، اس کی مدد کرنے والا ہوں اس کو رزق دینے والا ہوں اور ہر بات میں اس کے لئے کافی ہوں۔ پس تم اس پر درود پڑھا کرو اور اس کے نام سے برکت حاصل کیا کرو۔"

اہل قرابت۔ کون

اللہ تعالیٰ کا فرمان رسول کریم ﷺ سے ہے۔

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (۴۲/ ۲۳)

ترجمہ :۔ آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے۔

۱۔ تفسیر ضیاء القرآن :۔ پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ (ج ۴' ص ۳۷۷)

قرابت دار خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہلبیت کرام کی محبت ان کا ادب و احترام عین ایمان ہے۔

۲۔ تفسیر کنز الایمان :۔ مفتی نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔ (ص ۸۷۴)

بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں۔ حضور ﷺ کی محبت اور اقارب کی محبت دین کے فرائض میں سے ہے۔

۳۔ روح البیان :۔ علامہ شیخ اسماعیل حقی لکھتے ہیں۔ (پ ۲۵' ص ۸۱)

حضور ﷺ نے فرمایا اس شخص پر بہشت حرام ہے جو میرے اہلبیت پر ظلم کرتا ہے اور عزت کے بارے میں مجھے ایذا دیتا ہے۔ حضرت بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنھم

۴۔ کذافی الکوشی اور تفسیر ثعلبی میں ہے۔

حضور ﷺ کے قرابت دار یعنی آل بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب ہیں اس لئے کہ خمس ان پر تقسیم ہوتا ہے۔

فرمان رسول کریم (مشکواۃ ج ۸' ص ۴۵۱ ۔ ۴۵۸)

ثم قال اهل بیتی اذکر کم الله فی اهل بیتی اذکر کم الله فی اهل بیتی (مسلم)

ترجمہ :۔ پھر فرمایا میرے اہلبیت میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں۔ تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں (مسلم)

تشریح :۔ دیکھا رسول کریم ﷺ نے دو بار اہلبیت کے متعلق ہی بات فرمائی۔

حدیث اہل بیت (مشکواۃ ج ۸، ص ۴۵۱)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ ایک صبح کو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے آپ ﷺ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی۔ آتے ہی حسن ابن علی آئے حضور ﷺ نے انہیں داخل کرلیا۔ پھر جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گئے۔ پھر جناب فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کرلیا۔ پھر جناب علی، کرم اللہ وجہ الکریم آئے انہیں بھی داخل کرلیا۔ پھر فرمایا انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (مسلم)

ترجمہ :۔ اے نبی کے گھروالو اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کروے اور تم کو خوب پاک و صاف فرمادے۔

رسول کریم ﷺ کا نسب اور آپ ﷺ کے فرمان

۱۔ آپ ﷺ نے اپنے نسب کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ڈر سنایا (کہ ان کے بارے میں نامناسب الفاظ نہ کہو) (سیرت ابن ہشام)

۲۔ آپ ﷺ کا چہرہ اقدس سرخ ہو گیا اور ناراضگی کا اظہار ہوا جب غیر ہاشمی لوگوں نے آپ ﷺ کے چچا کے ساتھ ناروا سلوک کیا (فرمایا جس نے میرے چچا عباس) کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی (من اذی عمی فقد اذانی)

۳۔ فرمان رسول کریم میں تمہیں اپنے اہل بیت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں۔

۴۔ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر یہ کہ میرے اہل قرابت سے مودت کرو۔

۵۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں (انا بن عبدالمطلب) جنگ حنین کے دن

۶۔ شہنشاہ ولایت مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم نے یہود کو خطاب کیا

میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ میں عالی نسب ہوں۔ (جنگ خیبر کے دن)

رسول کریم ﷺ کے آباؤ اجداد کے متعلق ایذا انگیز الفاظ کہنا
(شرح مرات مشکواۃ ج ۸، ص ۴۷۰)

رسول کریم کی ناراضگی اور چہرہ اقدس کا سرخ ہونا

وعن عبدالمطلب بن ربیعه ان العباس دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم مغضبا وانا عنده فقال ما اغضبک قال یارسول اللہ مالنا و لقریش اذا تلاقوا بینهم تلاقوا بوجوه مبشرة واذ القونا لقونا بغیر ذالک فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم حتی احمر وجهه ثم قال والذی نفسی بیده لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسوله ثم قال ایها الناس من اذے عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنوابیه رواه الترمذی و فی المصابیح عن المطلب

روایت ہے حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ سے کہ جناب عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بہت غصہ کی حالت میں آئے میں حضور ﷺ کے پاس تھا حضور ﷺ نے فرمایا آپ کو کس چیز نے غصہ کیا عرض کیا یارسول اللہ ہم کو قریش سے کیا تعلق ہے کہ جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ہنس مکھ ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اس کے سوا اور طریقہ سے ملتے ہیں رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے حتی کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا ہے پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی کے دل میں ایمان داخل نہ ہو گا حتی کہ اللہ رسول کے لئے تم لوگوں سے محبت کرے پھر فرمایا اے لوگو جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے (ترمذی) اور مصابیح میں مطلب سے روایت کی روایت ہے۔

رسول کریم ﷺ کے آباؤ اجداد ہاشم کے متعلق نامناسب الفاظ رویہ اور اس پر رسول کریم ﷺ کا ناراض ہونا اور چہرہ اقدس سرخ ہو جانا کس بات کی علامت ہے۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

۱۔ دین ابراہیم پر تھیں اور ایمان یقینی تھا

۲۔ فضیلت و ایمان کا منکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچاتا ہے

لعنتی۔ گمراہ اور بے دین ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنی والدہ ماجدہ کے متعلق فرمانا

۱۔ میں اپنی والدہ ماجدہ کے خوابوں کی تعبیر ہوں

۲۔ دوران نماز اگر مجھے بلاتیں تو میں حاضر ہو جاتا

۳۔ وقت وصال جو اشعار فرمائے ان میں دین ابراہیم کا ذکر

تبع بالتحقیق والا سلام

دین ابیک البر ابراھام

ترجمہ :۔ تو اس دین پر مبعوث ہو گا جو تیرے پاکباز جدا علی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا۔

امی لقب۔ رسول النبی الامی

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو اپنی والدہ کی نسبت سے ذکر فرمایا

امی کا لغوی معنی

مادرانہ، ماں سے وابستہ، مادرانہ طور پر، ماں کے رشتے سے منسلک (MOTHERLY - MATERNAL) اصل اور اس کا معنی بے پڑھا بھی ہے یعنی اس حالت میں ہو جس حالت میں ماں نے پیدا کیا نہ کسی مدرسہ میں گیا نہ کسی استاد سے پڑھا۔

نتیجہ :۔ جس زاویہ سے بھی دیکھیں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت کا اعلان ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

رسول النبی الامی ۔ وہ نبی جو اپنی والدہ کے خوابوں کی تعبیر ہے۔ وہ نبی جس کا تعلق اس کی ماں سے ہے اور جس کی وجہ سے اس کی ماں کی عظمت ہے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا

میں اپنی والدہ ماجدہ کے خوابوں کی تعبیر ہوں۔

کیا سمجھے مولوی صاحب

تم امی کے معنی ان پڑھ ۔ ان پڑھ کی رٹ لگا کر گستاخی کا ارتکاب کر رہے ہو۔ ادھر اللہ تعالیٰ رسول کریم سے اپنی والدہ ماجدہ کی نسبت بتا کر سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت بتا رہا ہے اور عظمت مومن کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم ﷺ سے مومن کا ہی تعلق اور نسبت رکھے گا نہ کہ کافر کی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ میرے دوست متقی ہیں۔ (انما اولیائی

المتقون)

(مشکوۃ ج ۷، ص ۲۱۶)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

رسول کریم ﷺ کی بچپن (۵ سال) میں تربیت کی

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالو الدین احسنانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما ○ (۰ / ۲۳) واخفض لھما جناح الذل من الرحمہ وقل رب ارحمھما کمار بینی صغیرا (۱۷ / ۲۴)

ترجمہ :۔ اور تمہارے رب نے حکم (فیصلہ) فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونو بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے "ہوں" نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کرنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور کہہ یا میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

رحم کرنے کی دعا مومنوں کے لئے کی جاتی ہے

۱۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ سے ڈائریکٹ (بلاواسطہ) خطاب لفظ "ربک" کہہ کر کیا ہے۔

۲۔ توحید کے بعد اہم الواجبات والدین کے ساتھ احسان کرنا ہے۔

۳۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا والدین کی خدمت نماز، روزہ، حج و عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے (روح البیان، پ ۱۵، ص ۱۲۱)

۴۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص (مرد و عورت) اپنی ماں یا باپ کو نظر شفقت سے صرف ایک بار دیکھے تو اسے حج و عمرہ کا ثواب نصیب ہو گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی اگر دن میں ہزار بار دیکھے تو تب بھی حج و عمرہ کا ثواب نصیب ہو گا آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ دن میں لاکھ بار دیکھے تب بھی اسے ایک نگاہ کے بدلے حج و عمرہ کا ثواب نصیب ہو گا (کذا فی خالصتہ الحقائق)

مسئلہ:۔ باراہ تواضع اپنی ماں کے قدم چومنا جائز ہے۔ (روح البیان)

حکایت:۔ حضرت الاستاد ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کی داڑھی میں جو ہرو یاقوت ہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے اس لئے کہ میں نے کل اپنی داڑھی والدہ ماجدہ کے قدموں کے تلووں کو لگائی تھی۔

تیری ماں ۔ تیری ماں ۔ تیری ماں پھر تیرا باپ (ماں کی عظمت کا بیاں)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمایا ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تیری ماں' پھر اس نے یہی عرض کیا جواب ملا تیری ماں' پھر اس نے یہی سوال دہرایا تو ارشاد ہوا تیری ماں' چوتھی بار اس نے عرض کی یارسول اللہ اس کے بعد فرمایا تیرا باپ

جس ہستی کے امتی کی ماں کا یہ درجہ ہو اس ہستی کی اپنی والدہ ماجدہ کی کتنی عظمت ہو گی

کچھ سمجھ آئی۔ رسول کریم کی والدہ ماجدہ کی عظمت کے منکر

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دین ابراہیمی پر ہیں

اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ سے رسول کریم ﷺ کی بعثت مبارکہ تک ہزاروں سال کا زمانہ ہے لیکن آباؤ اجداد رسول کریم ﷺ توفیق ربانی اور اپنی عقل خداداد سے ملت ابراہیم اختیار کر گئے تھے وہ مراسم شرک و کفر سے بیزار اور توحید ربانی کے قائل تھے اور بت پرستی سے بے حد متنفر تھے۔ ان کے پیشانی سے (حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نور مبارک رسول کریم ﷺ جلوہ گر تھا۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی مسلک اختیار کیا ہے کیونکہ اس صورت ہی ان میں کفر و شرک کی آلائش کا پایا جانا محال ہے بلکہ اس طریقہ سے ان کا ایمان تحقیق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت صرف ایمان اجمالی کی ضرورت ہے اور لاحق تھی۔ جیسا کہ ورقہ بن نوفل کے حق میں ثابت ہے۔

باقی دو نظریات کے متعلق

ا۔ دور فترت

دور فترت والی دلیل بڑی کم وزن بلکہ بے معنی سی دلیل ہے وہ اس لئے کہ کوئی زمانہ نہیں گزرا کہ کسی قوم پر کسی نبی کا دین لاگو نہ ہوا تھا۔ یہ تو بعید از عقل

ہے۔ قرآن حکیم کے خلاف ہے۔ پھر مزید الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ کہ اگر کوئی نبی نہ آیا تھا تو پھر حساب کتاب کا کیا جواز ہے؟ وغیرہ وغیرہ

۲۔ بعد از وفات زندہ کرنا

یہ رسول کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ سے ہے آپ حاکم کائنات ہیں جسے چاہیں جب چاہیں کسی بھی مقام پر تشریف فرما کر کسی کو بھی قبر سے زندہ کر کے گفتگو فرما سکتے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کا تصرف ہے۔ فضیلت ہے۔ جو اس پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ بدمذہب اور گمراہ ہے۔

اس وصف کو ایمان والدین کی طرف دلیل دینا دوسرے بدمذہبوں کو موقع فراہم کرنا ہے کہ (معاذ اللہ) وہ وصال سے پہلے مومن نہ تھے (نقل کفر کفر نہ باشد)

بوقت وصال سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دین ابراہیمی کا ذکر کرتی ہیں

اگلے صفحات میں مزید تفصیل ہو گی۔ لیکن اس دین ابراہیم سے متعلقہ ایک شعر ملاحظہ ہو۔

تبعث التحقیق والا سلام
دین ابیک البر ابراھام

کیوں جناب

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دین ابراہیم پر ہونا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی ثابت ہو گیا۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے وصال کے وقت جو اشعار رسول کریم ﷺ کی شان میں کہے وہ پڑھیں۔ دین ابراہیم کی بات کر رہی ہیں۔

تبعث بالتحقیق والاسلام دین ابیک البر ابراهام

حضرت اسماء جنت ابی رہم فرماتی ہیں کہ میری والدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر تھیں۔ اس وقت جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی عمر چھ برس تھی۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے سر مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت سیدہ کائنات جناب آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے رخ زیبا کی طرف دیکھ کر یہ اشعار پڑھے۔

بارک اللہ فیک من غلام
یا ابن الذی من حومه الحمام
نجا بعون الملک العلام
فودی غداة الضرب بالسهام
بماة من ابل سوام
ان صح ما ابنصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام
من عند ذی الجلال و الاکرام
تبعث فی الحل و فی الحرام
تبعث بالتحقیق و الاسلام
دین ابیک البر ابراهام
فاللہ انهاک عن الاصنام
ان لا توالیها مع الاقوام

ترجمہ:۔ اے میرے بیٹے! اللہ تجھے برکت سے نوازے۔ اے اس باپ کے فرزند جو قوم کا سردار اور شریف تھا۔

جس نے برتر اور جو دو سخا والے خدائے تعالیٰ کی مدد سے نجات پائی جبکہ اس

کے لئے تیروں سے قرعہ اندازی ہوئی اور اس کی دیت ادا کی گئی۔

یہ دیت ان سو اونٹوں کی صورت میں دی گئی جو شریف النسل تھے۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو۔

تو خدائے ذوالجلال والاکرام کی طرف سے اہل عالم کے لئے نبی مبعوث ہو گا۔

تو حل و حرام میں نبی مبعوث ہو گا تاکہ حق و صداقت کو ظاہر کرے اور سلامتی کا پیغام دے۔

(تو اس دین پر مبعوث ہو گا) جو تیرے پاکباز جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا اور اللہ تعالیٰ تجھے بتوں سے بچائے رکھے گا۔ یعنی تو اصنام پرستی میں عرب کی اقوام سے دوستی نہیں رکھے گا۔

اس کے بعد سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

کل حی میت و کل جدید بال، وکل کبیر یفنی وانا میته و ذکری باق، وقد ترکت خیرا ولدت طهرا ثم ماتت، فکنا نسمع نوح الجن علیها فحفظنا من ذلک

(مواہب ج ۔ ۱، صفحہ ۳۳، مسالک الحفاء صفحہ ۴۲، دلائل النبوۃ، خصائص کبریٰ)

کہ ہر ذی روح کو موت کی منزل سے گزرنا ہے اور ہر حادث کو ناپید ہونا ہے۔ میں ضرور مر رہی ہوں لیکن میرا ذکر باقی اور زندہ رہے گا۔ کیونکہ میں سراپا خیر کو چھوڑے جا رہی ہوں جس کو میں نے پاک اور طاہر جنا ہے۔ اس کے بعد وہ انتقال کر گئیں۔

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۸)

فقال انهمالم یکونا مشرکین بل کان علی التوحید و مله ابراهیم

(فرمایا بیشک آپ ﷺ کے والدین شرک نہ تھے بلکہ توحید اور ملت ابراہیم پر تھے۔) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۸)

حضرت سیدہ آمنہ کے حضور جنات کا خراج عقیدت

اسماء بنت رہم اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال پر جنوں کے تعزیتی اشعار کہے۔

نبکی الفتاۃ البرۃ الامینہ
ذات الجمال العفہ الرزینہ
زوجہ عبد اللّٰہ و القرینہ
ام نبی اللّٰہ ذی السکینہ
و صاحب المنبر بالمدینہ
صارت لدی حفرتھا رھینہ

(تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس للامام حسین بن محمد الدیار بکری، جلد ۱، صفحہ ۲۳۰)

"ہم ایک نو عمر نیک اور امانت دار خاتون کو روتے ہیں جو کہ باجمال پاک دامن اور وقات والی ہیں۔ وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اور رفیقہ حیات تھیں، اللہ تعالیٰ کے صاحب سکینہ نبی کی والدہ ہیں۔ وہ نبی مدینہ شریف میں منبر رکھنے والے ہیں، وہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی لحد میں محو آرام ہو گئی ہیں۔"

فضائل حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ المرسلین رحمتہ للعالمین احمد مجتبیٰ جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فضائل و مناقب کے اعلیٰ مناصب پر فائز تھیں۔۔۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں، جب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا، اس وقت بھی آپ اعلیٰ اوصاف سے متصف تھیں، ابن کثیر کے لفظ ہیں۔ وھی یومذ سیدہ نساء قومھا۔۔۔

(البدایہ و النہایہ، الجزاء الثانی، صفحہ ۲۷۹)

"آپ اس وقت اپنی قوم کی خواتین کی سردار تھیں۔"

ابن کثیر نے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد وہب بن عبد

مناف کے بارے میں لکھا۔

وھو یومئذ سید بنی زھرۃ سنا و شرفا۔۔۔

(البدایہ والنہایہ، الجزاء الثانی، صفحہ ۲۷۹)

"وہ اس وقت عمر اور شرافت دونوں کے لحاظ سے بنی زہرہ کے سردار تھے۔"

العلم بطرس البستانی نے قربانی کا قول نقل کیا ہے۔

اعطاھا اللہ تعالٰی من الجمال و الکمال ما کانت تدعی بہ حکیمہ قومھا۔۔۔

(دائرۃ المعارف للمعلم بطرس البستانی، جلد ۱، صفحہ ۱۴۷)

اللہ تعالٰی نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو وہ جمال اور کمال عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے آپ کو اپنی قوم کی حکیمہ کہا جاتا تھا۔"

چونکہ آپ کو اللہ تعالٰی نے روز ازل سے منتخب کر لیا تھا کہ سید عالم ﷺ کے نور کا قبل از ظہور سب سے آخری مستقر آپ کو بنانا تھا، لہٰذا آپ اسی نور کے لئے مخصوص رہیں اور آپ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پہلے اور نہ ہی بعد میں کسی اور سے نکاح کیا۔۔۔ ابو محمد علی ابن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی کہتے ہیں۔

لم یکن لھا زوج غیر عبداللّٰہ والد رسول اللّٰہ ﷺ لا قبلہ و لا بعدہ۔۔۔

(جمھرۃ انساب العرب، صفحہ ۱۷)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (نبی کریم ﷺ کے والد) کے علاوہ کوئی خاوند نہیں تھا، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ نکاح سے پہلے اور نہ ہی آپ کے بعد"

پھر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی عظمت اور فضیلت کی سب سے بڑی اور اہم وجہ ان کا امام الانبیاء حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کی والدہ ماجدہ ہونا

ہے۔۔۔

"اسلامی تعلیمات میں یہ بات طے شدہ ہے کہ بیٹے کے نیک کاموں سے والدین کو ثواب کا حصہ ملتا ہے۔" جن کے فرزند ارجمند سید المرسلین ﷺ ہوں، جن کے ہر سانس میں لاکھوں کروڑوں عبادتیں سمٹی ہوئی تھیں، یقیناً ان کے والدین کریمین کا مرتبہ و مقام بہت ہی بلند ہے۔۔۔

حضرت معاذ جھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ من قرء القرآن و عمل بعافیہ البس والداہ تاجا یوم القیامتہ۔۔۔

(مشکوۃ المصابیح، صفحہ ۱۸۶)

"نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس کے احکامات پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔"

جب قرآن مجید پڑھنے اور عمل کرنے والے کا یہ عالم ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے والدین کو یہ اعزاز حاصل ہو گا، تو جن کے سینہ پر قرآن نازل ہوا اور جس کا نوری پیکر قرآن مجید کی مجسم تفسیر ٹھہرا، تو ان کے والدین کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنا بڑا اعزاز ہو گا؟

ہمارے آقا مولا ﷺ جس کپڑے میں کچھ وقت تک جلوہ گر رہے، اس کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے، حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔

ھذاہ جبہ رسول اللہ ﷺ کانت عند عائشہ فلما قبضت قبضتھا و کان النبی ﷺ یلبسھا فنحن نغسلھا للمرضی نستشفی بھا رواہ مسلم۔۔۔

(مشکوۃ المصابیح، صفحہ ۳۷۴)

"یہ نبی اکرم ﷺ کا جبہ ہے، یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہما کے پاس تھا، جب آپ کا وصال ہو گیا تو جبہ میں نے لے لیا، اسے نبی کریم ﷺ پہنا کرتے تھے، ہم اسے مریضوں کے لئے دھوتے ہیں اور اس کے سبب شفاء چاہتے ہیں۔"

جب ایک کپڑے کو محض اس نورانی بدن کا لباس بننے کی وجہ سے یہ عظیم مرتبہ و مقام حاصل ہوا ہے کہ اس کی وجہ سے مریض شفا پانے لگے تو جس کے بطن انور میں نبی کریم ﷺ نو ماہ تک جلوہ گر رہے اس عظیم ماں کو اللہ تعالیٰ نے کتنے مناقب عطا فرمائے ہوں گے۔۔۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

انہ لیس فی الارض بقعہ اکرم علی اللہ من بقعہ قبض فیھا نفس نبیہ ﷺ۔۔۔

(الوفاء لابن جوزی، جلد ۲، صفحہ ۷۹۷)

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین کے اس مقام سے زیادہ عزت و شرف والی کوئی جگہ نہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی روح قبض کی گئی تھی۔"

وعدہ الٰہی کے پورا کرنے کے لئے جس جگہ پر قبض روح ہوا، اس کی شرافت ہے تو جس محل اور مقر میں، جس عظیم والدہ کے بطن میں سید کائنات ﷺ کی روح پھونکی گئی، اس ہستی کا مقام و مرتبہ کتنا ہو گا۔۔۔ مقام قبض روح کا یہ مرتبہ ہے تو موضع نفخ روح کا کتنا ہو گا۔

حضور ﷺ نے کسی کافرہ کا دودھ نوش نہیں فرمایا

سیرت حلبیہ

وذکر بعضھم انہ ﷺ لم ترضعہ مرضعہ الا و اسلمت لکن ھذا البعض قال و مرضعاتہ ﷺ اربع امہ وحلیمہ السعدیہ و ثویبہ

و ام ایمن ایضا"۔

(سیرت حلبیہ جلد اول ص ۱۷۱)

ترجمہ:۔ بعض علماء نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ کو جس عورت نے بھی دودھ پلایا۔ وہ مسلمان تھی۔ لیکن ان بعض کا کہنا ہے۔ کہ آپ ﷺ کی دودھ پلانے والی عورتیں چار تھیں۔ آپ کی والدہ حلیمہ' سعدیہ' ثوبیہ اور ام ایمن۔

توضیح:۔ جب یہ بات واضح ہے کہ جس عورت کو بھی سرکار دو عالم ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دولت ایمان عطاء فرمائی۔ تو پھر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ ان میں سے نہ صرف دودھ پلانے والی بلکہ حقیقی والدہ اس دولت سے محروم رہیں اور دوسری جنتی اور یہ (معاذ اللہ) دوزخی؟

اگر والدین کریمین آپ کو نماز میں بلائیں تو حضور ﷺ فرماتے ہیں میں ان کے بلاوے کی نماز میں جواب دوں گا

مسالک الحنفاء

قال البیهقی فی شعب الایمان اخبرنا ابو الحسین بن بشران انا ابوجعفر الرازی ابنانا یحیی بن جعفر اخبر نازید بن الحباب اخبرنا یسین بن معاذ اخبرنا عبداللّٰه بن یزید عن طلق بن علی قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول لوا درکت والدی او احدهما وانا فی صلواۃ العشاء وقد قری فیها بفاتحه الکتاب فنادی یا محمد لا جبتهما لبیک

(مسالک احنفاء ص ٥٦)

ترجمہ :۔ جناب **طلق** بن علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔ کہ اگر میں اپنے والدین کو پاتا۔ یا ان میں کسی ایک کا زمانہ مجھے میسر آتا اور میں نماز عشاء شروع کر کے سورہ فاتحہ مکمل کر چکا ہوتا اور وہ مجھے آواز دیتے یا محمد! تو میں ان کی آواز کا جواب دیتا۔ میں حاضر ہوں۔

لمحہ فکریہ

اس حدیث پاک سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے قلب اطہر میں اپنے والدین کا کس قدر مقام تھا اور اس مقام و مرتبہ کو آپ نے نماز کی مثال سے واضح کیا۔ اگر وہ دونوں یا کوئی ایک کافر و مشرک ہوتا۔ تو پھر اس کا احترام اور پھر نماز کے دوران آپ سے ایسا متوقع نہ تھا۔ لہٰذا اس سے بھی معلوم ہوا۔ کہ آپ کے نزدیک بھی ان کا مومن ہونا واضح تھا۔

حضرت سیدہ آمنہ اور نام آمنہ

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مسلم امہ ہمیشہ اپنی عقیدت کسی نہ کسی طرح ظاہر کرتی رہی' اس کی بین دلیل یہ ہے کہ صحابیات میں سے سات صحابیات کا نام آمنہ ملتا ہے' حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی کا نام آمنہ تھا' ایسے ہی حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی کا نام آمنہ تھا۔۔ ایسے ہی آمنہ رملیہ ایک بہت بڑی ولیہ تھیں' جن سے حضرت امام احمد بن حنبل ایسی شخصیات دعا کے لئے کہتی تھیں۔

(دائرۃ المعارف' المعلم بطرس البستانی' جلد ۱' صفحہ ۱۴۷)

سید عالم ﷺ کو جتنی بیبیوں نے دودھ پلایا سب اسلام لائیں۔" ذکرہ فی کتاب سراج المریدین" بھلا یہ تو دودھ پلانا تھا کہ اسی میں بھی جزئیت ہے مرضعہ حضور اقدس ﷺ کا نام پاک برکت اور ام ایمن کنیت

کہ یہ بھی یمن و برکت و راستی و قوت یہ اجلہ صحابیات سے ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن سید عالم ﷺ انہیں فرماتے۔

انت امی بعد امی

ترجمہ:۔ تم میری ماں کے بعد میری ماں ہو۔

راہ ہجرت میں انہیں پیاس لگی۔ آسمان سے نورانی رسی میں ایک ڈول اترا۔ پی کر سیراب ہوئیں۔ پھر کبھی پیاس نہ معلوم ہوئی۔ سخت گرمی میں روزے رکھتیں اور پیاس نہ ہوتی (رواہ ابن سعد عن عثمان بن القاسم) پیدا ہوتے وقت جنھوں نے حضور اقدس ﷺ کو اپنے ہاتھوں پر لیا ان کا نام پاک تو دیکھئے شفاء (رواہ ابو نعیم عنہا) یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ و صحابہ جلیلہ ہیں اور ایک بی بی کہ وقت ولادت اقدس حاضر تھیں فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ یہ بھی صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حافظ قرآن کے رتبے۔ صاحب قرآن

حافظ قرآن کے والدین کے سروں پر قیامت کے دن

تاج رکھا جائے گا

ابوداؤد

عن سہیل عن معاذ الجہنی عن ابیہ ان رسول اللہ ﷺ قال من قراء القر آن و عمل بما فیہ لبس والداہ تاجا یوم القیامہ ضوہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت بکم فما ظنکم بالذی عمل بھذا

(ابو داؤد شریف ص ۲۰۵)

ترجمہ:۔ معذ جہنی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس کے منزلہ احکام پر عمل کیا اس کے والدین قیامت کے دن تاج سر پر رکھیں گے۔ جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت ہے۔ جبکہ وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو تو اس شخص کے بارے میں تمہار کیا خیال ہے جو خود اس کا عامل ہے۔

کیا سمجھے

قرآن کریم حفظ کرنے والے کے والدین جنت میں اور بیش بہا قیمتی جوڑے پہنیں عامل بالقرآن کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی میں دنیا کا سورج بھی مقابلہ نہ کر سکے تو کیا وجہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ جو مجسمہ قرآن کریم ہیں۔ جن کی بدولت قرآن کریم ہم تک پہنچا آپ کے والدین کریمین ان پوشاکوں ان تاجوں سے محروم رہیں۔ بلکہ جنت سے ہی محروم رہیں؟ اس لئے ماننا پڑے گا۔ کہ اگر عام حافظ کے والدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ سلوک کرے گا۔ تو اپنے محبوب ﷺ کے والدین کریمین کے ساتھ ان سے کہیں بہتر سلوک کرے گا۔ یہ چند مثالیں نفس مسئلہ کو سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کے لئے ہیں۔ تاکہ کوئی بھولا ہی انہیں پڑھ سن کر راہ راست پر آجائے۔

نوٹ:۔ ابن تیمیہ اور اس کے کچھ پیرو یہ کہتے ہیں کہ اگر سرکار دو عالم ﷺ کے والدین کریمین مومن اور موحد ہوتے تو ان کا تذکرہ بکثرت ہوتا گویا بکثرت تذکرہ نہ ہونا بھی ان کے نزدیک ان کے مومن نہ ہونے کی دلیل ہے۔ سبحان اللہ! کیا علمیت ہے اور کیا اصل و قاعدہ وضع کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس کو کسی سے عقیدت ہوتی ہے۔ وہ تو اس کا تذکرہ کرتا بھی ہے اور ایسی کتابیں بھی اسے نظر آجاتی ہیں جن میں اس کے محبوب کا تذکرہ ہو اور جسے عقیدت نہ ہو۔ تو اسے سورج بھی برا اور گہنا ہوا معلوم ہو گا۔

حافظ قرآن کے والدین کو قیامت میں حلے پہنائے جائیں گے

کنز العمال

ان ھذا القرآن یلقی صاحبه یوم القیامه حین ینشق عنه قبره کالرجل الشاب فیقول له ھل تعرضنی فیقول ما اعرفک فیقول انا صاحبک القرآن اظما تک فی الھوا جروا سھرت لیلتک وان کل تاجر من ورائه تجارة

وانا لک الیوم وراء کل تجارة فیعطی الملک بیمینه و الخلد بشماله و یوضع علی راسه تاج الوقار ویکسی والداه حلتین لایقوم لھما اھل الدنیا فیقولان بما کسینا ھذاه فیقال لھما باخنولد کما القرآن

(کنز العمال جلد اول ص ۵۵۲)

ترجمہ:۔ یہ قرآن کریم اپنے پڑھنے والے سے کل قیامت کو ملاقات کرے گا اور یہ ملاقات اس وقت ہو گی۔ جب قبروں سے لوگوں کو نکالا جائے گا۔ قرآن ایک نوجوان شخص کی صورت میں ہوگا اور پوچھے گا کیا مجھے تو نے پہچانا ہے۔ قاری کہے گا۔ نہیں قرآن کہے گا۔ تیرا ساتھی قرآن ہوں میں نے تجھے سخت گرمی میں پیاسا رکھا راتوں کو سونے نہ دیا ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہو گا اور میں آج ہر تجارت کے پیچھے ہوں پھر اس حافظ کو دائیں ہاتھ میں ملک اور بائیں ہاتھ میں جنت عطا کی جائے گی اور اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائے گا۔ اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جائیں گے۔ کہ جن کی قیمت تمام دنیا ادا نہ کر

سکے گی۔ وہ پوچھیں گے۔ یہ کس سبب سے ہمیں پہنایا گیا تو جواب آئے گا۔ کہ تمہارے بچے کے قرآن کریم یاد کرنے کے بدلہ میں عطا ہوا۔

حافظ قرآن کی شفاعت سے گھر کے دس افراد جنت میں جائیں گے

ابن ماجہ

عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ ﷺ من قرؤ القرآن و حفظہ ادخلہ اللہ الجنہ و شفعہ فی عشرۃ من اھل بیتہ کلھم قد استوجب النار

(ابن ماجہ شریف ص ۱۹)

ترجمہ :۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کریم پڑھ لیا اور حفظ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کی اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے متعلق شفاعت مقبول فرمائے گا۔ ایسے دس آدمی جن پر جہنم لازم ہو چکا ہو گا۔

سوچئے جناب

ایک حافظ دس جہنمیوں کو شفاعت کر کے جنت میں پہنچا دے گا۔ تو رحمتہ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنے والدین کو جنت میں نہ لے جا سکیں گے؟ یہ کم از کم دلیل ہے ورنہ ہم تو انہیں پہلے سے ہی جنتی تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی شفاعت سے ان کے درجات میں مزید اضافہ ہو گا تو وہ لوگ جو آپ کے والدین کریمین کو جہنمی کہتے ہیں ان کے نزدیک ایک امتی (حافظ و قاری) کو تو دس

افراد کے بخشوانے کا اعزاز لیکن پیغمبر اپنے والدین کو بھی نہ بچا سکا؟ ان کی اس منطق کو کون سمجھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے۔

نیک بیٹے کی اپنے والدین کے انتقال کے بعد

ان کے لئے مانگی گئی دعا مستجاب ہوتی ہے

ابن ماجہ

عن عبداللّٰہ ابن قتادہ عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ خیر مایخلف الرجال من بعدہ ثلث ولد صالح یدعولہ و صدقہ تجری یبلغہ اجرھا وعلم یعمل بہ من بعدہ

(ابن ماجہ شریف ص ۲۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کسی آدمی کے مرنے کے بعد تین چیزیں بہترین خلیفہ ہیں ایک نیک بچہ جو اس کے لئے دعاء کرتا ہو۔ دوسرا صدقہ جاریہ جس کا اسے ثواب ملتا رہے تیسرا علم کہ جس پر اس کے مرنے کے بعد عمل کیا جاتا رہے۔

مقام غور ہے

مذکور حدیث میں تین ایسے اعمال کی نشاندہی کی گئی ہے جو کسی کے مرجانے کے بعد اس کے کام آتے ہیں اور اس کے ثواب میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں سیدہ آمنہ اور حضرت عبداللہ نے اپنے پیچھے ایک ایسا صدقہ جاریہ چھوڑا جو پوری کائنات میں کسی کو نہ حاصل ہو سکا اور نہ ہو سکے گا اب ایک عام بچہ اگر عام والدین کے لئے دعا

کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے رد نہیں فرماتا تو خود حضور ﷺ اگر اپنے والدین کے لئے دعا فرمائیں تو اس کے قبول نہ ہونے کا کونسا اعتراض ہو سکتا ہے اور پھر سرکار دو عالم ﷺ نے خود فرما بھی دیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے والدین کے بارے میں جو دعا کروں گا۔ وہ منظور ہو گی۔ یہ تو قیامت کی بات ہے۔ دنیا میں آپ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر دوران نماز وہ مجھے بتلائیں تو میں لبیک کہتا حاضر ہو جاؤں گا۔ لہذا معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین دن بدن بلند درجات پر فائز ہو رہے ہیں۔

فاعتبر وایا اولی الابصار

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے متعلق فرمان رسول کریم ﷺ

میں اپنی ماں کی بشارت ہوں

عن العرباض بن ساریہ قال

قال رسول اللہ ﷺ

انی عند اللہ لخاتم النبیین و ان ادم لمنجدل فی طینہ و سا خبر کم باول ذلک۔ انا دعوۃ ابی ابراہیم و بشارۃ عیسی و رؤیا امی التی رات و کذلک امہات النبین یرین۔

(ابن جوزی : الوفاج ۔ ا، ص ۔ ۳۶، ضیاء النبی ﷺ ج ۔ ا، ص ۔ ۹۲)

ترجمہ :۔ حضرت عرباض بن ساریہ کہتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا میں بارگاہ الٰہی میں خاتم النبیین کے مرتبہ پر فائز تھا در آں

حالیکہ حضرت آدم کا خمیر تیار ہو رہا تھا' اور میں اس امر کی ابتدا سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمر ہوں' میں وہ ہوں جس کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی تھی' اور میں اپنی والدہ محترمہ کے خوابوں کی تعبیر ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا۔ اس طرح انبیائے کرام کی امہات کو بھی اس قسم کا خواب دکھایا جاتا تھا۔

نتیجہ

۱۔ بشارتیں مومنین کو دی جاتی ہیں نہ کہ کافروں کو۔

۲۔ تمام انبیاء کرام کی مائیں مومنہ تھیں۔

۳۔ حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ تھیں ان کے تلووں کے نیچے جو زمین آئی اللہ تعالیٰ نے اسے شعائر اللہ قرار دے دیا اور حکم دیا کہ قیامت تک تم جب حج و عمرہ کرنے آؤ تو اس "ماں" کی سنت پوری کرو' تب تمہارا حج و عمرہ پورا ہو گا۔

۱۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ عظیم خاتون ہیں کہ آج سیدالانبیاء ہونے والی ہستی کی ماں کا شرف حاصل ہے اور یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور یہ فیصلہ اٹل ہے' کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور بے پایاں حکمت شامل ہوتی ہے۔

نور کی ماں

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے جناب آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا۔

اخبرنا عن نفسک

یارسول اللہ! آپ ہمیں اپنی ذات والا صفات کے بارے میں ارشاد فرمائیں تو

حضور پر نور ﷺ نے فرمایا

انا دعوة ابی ابراہیم و بشری عیسی علیہ السلام و رات امی حین حملت بی انہ خرج منہا نور اضاءت لہ قصور الشام

میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت ہوں اور جب میری والدہ ماجدہ مجھ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نور کا ان سے ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ وہ نور میں ہوں۔

(دلائل النبوت : بیہقی ص ۱۱۰، جلد - ۱، دارمی شریف جلد - ۱، ص ۱۷، خصائص کبریٰ جلد - ۱، ص - ۱۱۴، تفسیر ابن کثیر جلد - ۴، ص ۳۶۰، زرقانی شریف جلد - ۱، صفحہ ۱۱۶، جواہر البحار ص - ۱۴۴، سیرت نبویہ، سید زینی دحلان ص - ۲۷، مشکوۃ شریف ص - ۵۱۳)

نور کا ظہور

جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

لما ولدتہ خرج منی نور اضاءلہ قصور الشام

جب میں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو جنم دیا تو مجھ سے ایک ایسا نور ہویدا ہوا جس کی تابانیوں سے شام کے محلات ان کے لئے چمکنے لگے۔

(خصائص کبرج - ۱، ص - ۱۱۶، مواہب لدنیہ ص - ۲۲، زرقانی شریف)

ایضاً

جب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

رایت کان شہابا خرج منی اضاءت لہ الارض

میں نے دیکھا کہ مجھ سے روشن ستارہ ظاہر ہوا جس سے پوری زمین منور اور روشن ہو گئی۔

(خصائص کبری ج - ۱، ص - ۱۱۶، مواہب لدنیہ ص - ۲۲، سیرت حلبیہ ج - ۱، ص - ۷۷)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

لما فصل منی خرج معه نور اضاء له ما بین المشرق و المغرب

جب حضور پر نور ﷺ پیدا ہوئے تو ان سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز منور و روشن ہو گئی۔

(خصائص کبریٰ ج ۔ ا، ص ۔ ۱۱۵، مواہب لدنیہ ص ۔ ۲۲، زرقانی، سیرت حلبیہ ج ۔ ا، ص ۔ ۹۱، الانوار المحمدیہ ص ۔ ۱۶، البدایہ ج ۔ ۲، ص ۔ م ۲۶۴، ماثبت بالسنۃ ص ۔ ۵۳)

جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

پھر میری والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے شکم میں نور ہے

(مواہب ج ۔ ا، ص ۔ ۱۰۷)

نور شکم آمنہ میں

آپ فرماتی ہیں کہ مدت حمل میں مجھے کسی قسم کی ذرا بھر کوئی تکلیف یا کوئی شکایت یا ان چیزوں کی خواہش جو حاملہ عورتوں کو ہوا کرتی ہے، نہیں ہوئی بلکہ طبیعت میں فرحت، جسم میں خوشبو اور چہرے میں چمک پیدا ہو گئی اور میں نے کسی عورت کے حمل کو نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ خفیف اور برکت میں اس سے زیادہ عظیم ہو۔

(زرقانی علی المواہب ا ۔ ۱۰۹)

هذا و قد حملت ام الحبیب به
ولیس فی حملها کوب و لا ضرر

بے شک حبیب کی والدہ اس حبیب کے ساتھ حاملہ ہو گئی اور اس حمل میں کسی قسم کی نہ کوئی تکلیف ہے اور نہ کوئی نقصان۔

دوسرا خواب

آپ فرماتی ہیں کہ خواب میں کسی کہنے والے نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ تم سید العالمین، خیر البریہ اور اس امت کے نبی کے ساتھ معاملہ ہوئی ہو؟ جب وہ پیدا ہوا تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اور یہ تعویذ ان کے گلے میں ڈال دینا۔ جب میں بیدار ہوئی تو ایک سونے کا صحیفہ میرے سر کے پاس پڑا تھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا۔ ـ

اعیذہ بالصمد الواحد

من شر کل حامد

وکل خلق رائد

من قائم و قاعد

ترجمہ:۔ اس اللہ تعالیٰ یکتا و بے نیاز کی جناب محمد ﷺ کے لئے ہر حاسد کے شر و تکلیف سے پناہ چاہتی ہوں، اور ہر اس مخلوق سے جو بدی کا طالب ہے وہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، اس کے شر سے محفظ و امان چاہتی ہوں۔

قارئین کرام!

جس ماں کو ایسے مناظر نصیب ہوئے ہوں وہ ایمان اور توحید سے خالی رہے؟ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن ضدی اور ہٹ دھرم کا کوئی علاج نہیں۔ اسے نہ چھیڑا جائے تو بہتر ہے۔ ہمیں تو ان خوش نصیبوں سے اپیل ہے جو حبیب خدا ﷺ کو حبیب خدا ﷺ مانتے ہیں۔

ظہور نور کے لئے نورانی انتظام

تفصیلی واقعات تو کتب میلاد شریف میں ہیں۔ یہاں چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں

تاکہ ایمان تازہ ہو' اور بدبخت کا دل جل کر اور سیاہ ہو۔ روایات ہے کہ جب دعائے خلیل اور نوید مسیحا کے مجسم بن کر ظاہر ہونے کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ آسمانوں اور جنتیوں کے دروازے کھول دو اور آفتاب کو عظیم نورانیت کا لباس پہنا دو تاکہ اس کی روشنی زیادہ ہو۔

(دلائل النبوت' خصائص کبری ص ۔ ۴۷' زرقانی علی المواہب ج ۔ ۱' ص ۔ ۱۱۱)

مریم آسیہ اور حوریں

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی پیدائش کا وقت قریب آگیا تو اس وقت حضرت عبدالمطلب کعبہ میں تھے' اور میں گھر میں اکیلی تھی' مجھ پر خوف طاری ہوا۔ اس وقت ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا بازو میرے سینے پر پھیرا۔ جس کے پھیرتے ہی میرا سب خوف جاتا رہا۔ پھر میں نے اپنے پاس سفید چیز کا بھرا ہوا پیالہ دیکھا جس کو میں نے دودھ گمان کیا۔ اس وقت مجھے پیاس بھی تھی۔ میں نے اس کو پی لیا' پھر ایک نور سا ظاہر ہوا تو میں نے اپنے پاس چند عورتوں کو پایا جو قد و قامت اور حسن و جمال میں عبد مناف کی بیٹیوں کی مثل یعنی بہت ہی حسین و جمیل تھیں۔ انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں اور ان کو کس شخص نے میرے حال کی خبر دی ہے کہ میرے پاس آئی ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم آسیہ (فرعون کی بیوی) اور مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔ پھر میں نے مردوں (یہ ملائکہ تھے جو مردوں کی شکل میں منتقل تھے) کو دیکھا کہ ہوا میں (بسلسلہ ولادت تعظیما کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی ابریقیں ہیں) پھر میں نے پرندوں کے جھنڈ دیکھے جنہوں نے آکر میرے حجرہ کو ڈھانپ لیا۔ ان کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات اٹھا دیئے تو میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو

دیکھا، اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ شریف پر نصب تھا۔

(زرقانی علی المواہب ج ۔ ۱، ص ۔ ۱۱۲)

پیدائشی عالم ملک و ملکوت

آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک ایسا نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے ملک شام کے محلات کو دیکھ لیا اور آپ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی۔ آپ نہایت ہی پاک و صاف، طیب و طاہر تھے۔ آپ سے ایسی پاکیزہ اور تیز خوشبو ظاہر ہوئی کہ سارا گھر معطر ہو گیا اور پیدا ہوتے ہی آپ بہ تضرع سجدے میں چلے گئے اور آپ کی شہادت کی دونوں مبارک انگلیاں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور باقی انگلیاں سب بند تھیں۔

چودہ طبق کا مالک و مختار

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آسمان کی طرف سے ایک سفید نور ابر آتا ہوا دیکھا جس میں سفید گھوڑوں کے ہنہنانے، طائروں کے بازوؤں کی حرکت اور فرشتوں کے کلام کی آواز آتی تھی۔ اس نے آکر آپ کو ڈھانپ لیا اور مجھ سے غائب کر دیا، پھر میں نے سنا کہ کوئی منادی ندا کر رہا ہے کہ آ کے روئے زمین اور اس کے مشارق و مغارب کا طواف اور ساتوں دریاؤں کی سیر کراؤ اور ہرذی روح جن وانس، و حوش و طیور اور ملا ئکہ کے سامنے پیش کرو تاکہ تمام مخلوق آپ کو اور آپ کے نام کو اور صفات حسنہ کو پہچان لے۔ آپ کو جناب حضرت آدم علیہ السلام کا خلق، جناب شیث علیہ السلام کی معرفت، جناب نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ

السلام کی زبان، حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، جناب صالح علیہ السلام کی فصاحت، جناب لوط علیہ السلام کی حکمت، جناب یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت و قوت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی اطاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، جناب داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی حب، جناب الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحیٰ علیہ السلام کی عصمت، جناب عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر دو اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے اخلاق میں غوطہ دو تاکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے صفات آپ میں جمع ہوں۔ پھر وہ ابر ہٹ گیا، تو میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ سبز رنگ کے ریشم کو پکڑے ہوئے ہیں جو رسی کی مانند لپٹا ہوا تھا اور اس سے پانی نکل رہا تھا۔ یکایک ایک آواز آئی کہ بخ بخ محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا ہے اور کوئی مخلوق ایسی نہیں جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

غیبی فرشتے

جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ کو چودھویں کے چاند کی چمکتے ہوئے پایا اور آپ کے جسم سے نہایت پاکیزہ اور تیز خوشبو مہک رہی تھی۔ پھر میں نے تین آدمی دیکھے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس نے حریر کو پھیلایا اور اس میں سے ایک ایسی مہر نکالی جس کا نور اتنا تیز تھا کہ آنکھوں میں اس کے تاب نہیں تھی دیکھنے والے کے لئے پھر اس نے لوٹے سے آپ کو سات بار غسل دیا اور اسی مہر سے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی اور حریر میں آپ کو لپیٹ کر اٹھایا اور ایک ساعت اپنے بازوؤں پر رکھا، پھر مجھے دیا اور غائب ہو گئے۔

(زرقانی ج ۔ ۱، ص ۔ ۱۱۳، خصائص کبریٰ ج ۔ ۱، ص ۔ ۴۸)

محدث ابن جوزی کی گواہی

آپ اپنی کتاب "الوفابا حوال المصطفیٰ" میں روایت درج فرماتے ہیں۔

ان امہ رات حین وضعتہ نور اضاءت منہ قصور الشام۔

بے شک نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ جب انہوں نے آپ ﷺ کو جنم دیا تو حضور ﷺ کے نور سے شام کے محلات منور اور روشن ہو گئے۔

(کتاب الوفاج ۔ ا' ص ۔ ۳۶)

محدث بیہقی کی گواہی

آپ لکھتے ہیں

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں

انی رایت خرج منی نور اضاءت لہ قصور الشام

میں نے دیکھا کہ مجھ سے نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے محلات کو روشن اور منور ہوتے دیکھا۔

گواہی دیوبندیوں کے مفسر اور ان کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی۔ وہ نشر الطیب میں لکھتے ہیں۔

کہ حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس نے شہر بصری علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام

(نشر الطیب ص ۔ ۱۷)

وہابی کی گواہی

مولوی ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں

کہ حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے شہر بصریٰ کے محلات دیکھ لئے۔

(سیرت مصطفیٰ ﷺ ج ۔ ۱، ص ۔ ۱۴۷)

بے شک رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے بھی آپ کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

(سیرت المصطفیٰ ﷺ ج ۔ ۱، ص ۔ ۱۴۷)

ایک نبی کی ماں کے تلووں کے نیچے زمین شعائر اللہ میں سے ہے

قرآن مجید میں حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر ہے۔

جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہیں جس نے اپنے پیارے بیٹے کے لئے ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک پریشانی کے عالم میں دوڑ لگائی تھی۔ ان پہاڑیوں کے ذرات نے اس ماں کے مقدس تلووں کے صرف بوسے لئے تھے، لیکن اسی نسبت پر بارگاہ ایزدی میں خواستگار ہوئے کہ

اے مولیٰ!

ہمیں اور تو کوئی شرف حاصل نہیں سوائے اس کے کہ ہم نے نبی زادے کی ماں کے تلووں کے بوسے لئے ہیں۔ تو رب العزت نے فرمایا کہ تم کیا جانو کہ یہ شرف کتنا بڑا شرف ہے۔ چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہوا۔

"بے شک صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں"

تو جب زمین کے ایک ٹکڑے کو نبی کی ماں کے مقدس تلووں کی برکت سے یہ اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانی کہلایا، تو اس عظیم ماں یعنی جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کیا مقام و مرتبہ ہو گا جس نے سرور کونین، ہادیٔ کل، ختم الرسل، جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کو جنم دیا ہے۔ یقیناً

ان کا مرتبہ و مقام روئے زمین کی تمام ماؤں سے افضل و اعلیٰ ترین ہے۔

اور جہاں تک ام رسول ﷺ کی قبر انور کی حرمت کا تعلق ہے تو اس کی حرمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود شہنشاہ کونین سرکار دو عالم ﷺ اس پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس اعتبار سے یہ قبر مبارک نہ صرف اسلام کی ایک مقدس نشانی ہے بلکہ اس پر حاضری دینا سنت نبوی بھی ہے اور اس نشانی کو اپنی اصلی جگہ سے ہٹانا' اس کا چھپانا یا مٹا دینا حضور ﷺ کی سنت کی توہین ہے اور اس کی جسارت کوئی مسلمان تو نہیں کر سکتا۔ ڈرو۔۔۔ اور خدا جبار و قہار کی لعنت کا طوق گلے میں ڈالنے سے بچنے کا چارہ کر اوئے نجدی۔

دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کی مائیں

ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کے کمالات دوسرے انبیاء درسل علی نبینا و علیہم السلام کے ہر کمال سے اکمل واتم ہے۔ ہم دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امہات کے متعلق تحقیق کریں تو وہ ایمان و توحید سے معمور و سرشار ہیں۔ چنانچہ حضرت امام جلال الدین السیوطی علیہ الرحمتہ اپنی کتاب مسالک الحفاء میں فرماتے ہیں کہ

میں نے انبیائے کرام علیہم السلام کی امہات کی جستجو کی' تو ان سب کو مومنات پایا۔ چنانچہ سیدنا اسحاق و موسیٰ و ہارون و عیسیٰ علیہم السلام کی ماؤں' اور حوا ام شیث علیہ السلام کا ذکر تو قرآن کریم میں ہے۔ بلکہ ایک قول یہ ہے کہ نبی بھی تھیں اور احادیث میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ او ر حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ اور ان کی اولاد کی مائیں اور داؤد و سلیمان و زکریا و یحیٰ' شمویل د شمعون اور ذوی الکفل علیہم السلام کی ماؤں کا ایمان دار ہونا مذکور ہے اور

بعض مفسرین نے ام نوح اور ام جناب ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کی بھی تصریح کی ہے اور اسے ابن حبان نے اپنی تفسیر میں ترجیح دی ہے۔

فائدہ

حاکم نے "المستدرک" میں بحث کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا

تمام انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے۔ مگر بارہ نبی یعنی حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، جناب سرکار دو عالم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت آدم، حضرت شیث صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین۔

اور بنی اسرائیل سب کے سب مومن تھے۔ ان میں کوئی کافر نہ تھا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ تو ان کے ساتھ کفر کیا جسے کفر کرنا تھا۔ لہٰذا تمام انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی اولاد، یا ان کی اولاد نبی ہوتی تھی۔ کیونکہ نبوت ان کے اسباط میں نسل بعد نسل ہوتی تھی۔ جیسا کہ ان کی مشہور خبروں میں ہے۔

لیکن مذکورہ بارہ انبیاء غیر بنی اسرائیل! تو ان میں سے ام نوح، ام ابراہیم، ام اسماعیل، ام اسحاق اور ام یعقوب علیہم السلام کا ایمان یقیناً ثابت ہے۔ باقی رہیں ام ہود، ام صالح، ام لوط اور ام شعیب علیہم السلام کا ایمان، تو اس کے انکار کے لئے نقل یا دلیل کی حاجت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کا بھی ایمان دار ہونا ظاہر و باہر ہے۔ لہٰذا نبی کریم علیہ التحیتہ التسلیم کی والدہ ماجدہ کا ایمان دار ہونا ہے اور اس میں بھید یہ ہے کہ وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھتی تھیں اور یہ حدیث وارد ہے۔

میں ان کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ ہے

غزوات میں فرمایا

۱۔ غزوہ بدر۔۔۔ انا ابن العواتک من بنی سلیم (میں بنی سلیم سے ان چند خاتونوں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ ہے ((رواہ سعید بن منصور فی سنہ و الطبرانی فی الکبیر عن سبابہ من عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ابوین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ اویسی : ص ۔ ۲۷۴)

۲۔ غزوہ حنین۔ (انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب، انا ابن العواتک)
میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں۔ میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا ان بیبیوں کا بیٹا جن کا نام عاتکہ ہے۔ (ابن عساکر عن قتادۃ)

تشریح :۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ (۳۔ بنی سلیم ۔ ۲ قریشیات، ۲ عدوانیات، اور ایک ایک کنانیہ، اسدیہ، ہذلیہ) (رواہ جلال الدین السیوطی فی الجامع الکبیر)

باب ۱۱

زیارت قبر مبارک والدہ ماجدہ کی اجازت

جناب سرور کونین ﷺ نے صحابہ کرام کی معیت میں زیارت مبارک کی

نکات

۱۔ جناب رسول کریم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک کی زیارت کی۔

۲۔ زیارت قبور مومنوں کے لئے ہے۔

۳۔ آپ اپنی شفیق والدہ ماجدہ کی محبت میں خود بھی روئے اور صحابہ کرام بھی روئے۔ مومنوں کے لئے ہی رویا جاتا ہے۔

۴۔ مومن ایک دوسرے کے لئے اپنے ہوتے ہیں۔۔ دین میں طبعی محبت کی کوئی حیثیت نہیں۔

۵۔ زیارت قبر مبارک ۶ھ صلح حدیبیہ سے مدینہ منورہ واپسی پر ہوئی تھی۔

۶۔ قبر مبارک مقام ابواء میں ہے نہ مکہ مکرمہ میں۔

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال زار النبی ﷺ قبر امہ فبکی و ابکی من حولہ' فقال استاذنت ربی فی ان استغفر لھا فلم یوذن لی' واستاذنتہ فی ان ازور قبرھا فاذن لی فزوروا القبور فانھا تذکر الموت (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم

ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو رو دیئے اور اپنے ارد گرد والوں کو رلایا۔ فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی' اور ان کی قبر شریف کی زیارت مانگی تو اس کی مجھے اجازت دے دی گئی۔ تو قبروں کی زیارتیں کیا کرو کہ یہ موت یاد دلاتی ہیں۔ (مسلم)

وعن بریدۃ قال

کان رسول اللہ ﷺ یعلمهم اذا خراجوا الی المقابر السلام علیکم اهل الدیار من المومنین والمسلمین و انا انشاء اللہ بکم للاحقون' نسائل اللہ لنا و لکم العافیه۔ (رواہ مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ انہیں سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہیں اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو' انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں' ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔ (مسلم)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما مر النبی ﷺ بقبور بالمدینه فاقبل علیهم بوجهه فقال

السلام علیکم یا اهل القبور' غفر اللہ لنا ولکم' انتم سلفنا' و نحن بالاخر۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ

جناب نبی کریم ﷺ مدینہ میں کچھ قبروں پر سے گزرے تو ان کی طرف اپنا چہرہ انور کیا' پھر فرمایا۔

اے قبر والو! تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے۔

تشریح:۔ حضور سرکار کائنات ﷺ کی والدہ ماجدہ طیبہ و طاہرہ جناب

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار پر انوار مقام ابواء میں ہے جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پرانے راستہ میں واقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدہ ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل وصال فرما چکے تھے۔ چھے سال تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کی آغوش پرورش میں رہے۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ اپنے ننھیال مدینہ منورہ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ تھے۔ واپسی پر مقام ابواء میں بیمار ہوئیں اور وہاں ہی وفات پائی۔ وہاں ہی مدفون ہوئیں۔ اس بیماری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا سر دباتے تھے اور روتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو آپ کے چہرہ پر گرے تو آنکھ کھولی اور اپنے دوپٹے سے آپ کے آنسو پونچھ کر بولیں۔ دنیا مرے گی لیکن میرا ذکر باقی رہے گا' کیونکہ آپ جیسا فرزند سعید میں چھوڑے جا رہی ہوں۔ جس کی وجہ سے مشرق و مغرب میرا چرچا رہے گا۔ اس ولیہ وقت کا یہ قول نہایت احسن انداز میں پورا ہوا۔

وقت زیارت

زیارت قبر انور کا واقعہ صلح حدیبیہ میں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ہزار صحابہ کرام تھے۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے فراق میں رو دیئے کہ آج وہ زندہ ہوتیں تو ہماری یہ شان دیکھ کر دل ٹھنڈا کرتیں۔ صحابہ بھی آپ کے گریہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو یاد کر کے رونے لگے۔

شبہ کا ازالہ

استغفار کے جملہ کی وجہ سے بعض لوگوں نے سمجھا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نعوذ باللہ مسلمان نہ تھیں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے لئے دعائے مغفرت سے منع کر دیا گیا۔ اس رو میں کئی راوی بھی بہہ گئے۔ عام دیوبندی یہ ہی کہتے ہیں۔ مگر یہ محض غلط ہے۔ اگر آپ ایسے ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

زیارت قبر بھی اجازت نہ ملتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ (توبہ)

زیارت قبر کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور ﷺ کو دعائے مغفرت ــ سے اس لئے منع کیا گیا کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بالکل طیبہ و طاہرہ تھیں، اعلیٰ کردار کی حامل تھیں۔ وہ دین ابراہیمی پر عقیں پھر ان سے کیونکر گناہ سرزد ہوتے اور دعائے مغفرت گنہگار کے لئے کی جاتی ہے۔ دیکھو بچہ کے جنازہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت نہیں کرتے۔ آج حضور ﷺ کے لئے دعائے مغفرت منع۔ حضرت سیدہ کائنات جناب آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایمان قرآن کریم کی صریح آیت سے ثابت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی۔

من ذریتنا امتہ مسلمتہ لک

پھر فرمایا ربنا وابعث فیھم رسولا منھم

اے ہمارے پروردگار! میری اولاد میں ایک مومن جماعت رہے اور اے مولیٰ! اسی مومن جماعت میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما۔

حضرت ابراہیم کی یہ دعا یقیناً قبول ہوئی ہے حضور ﷺ کے تمام آباؤ اجداد مومن ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جا کر پہلے سلام کرنا پھر یہ عرض کرنا سنت ہے۔ اس کے بعد اہل قبور کو ایصال ثواب کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردے باہر والوں کو دیکھتے پہچانتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں ورنہ انہیں سلام جائز نہ ہوتا، کیونکہ جو اسلام کا جواب نہ دے سکتا ہو اسے سلام کرنا جائز نہیں۔ دیکھو سونے والے اور نماز پڑھنے والے کو سلام نہیں کر سکتے۔

فرمان مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم

میں عالی نسب ہوں

میرا باپ تاریکی میں نور ہے

میں علی بن عبد المطلب ہوں

اشرف اولاد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت پر فخر

انا اخو المصطفی لا شک فی نفسی
معہ ربیت و سبطاہ ھما ولدی

میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں میرے نسب میں کوئی شک نہیں ہے ان کے گھروں میں میری پرورش ہوئی اور ان کے نواسے میرے لڑکے ہیں۔

جدی و جد رسول اللہ متحد
و فاطمہ زوجتی لا قول ذی فند

میرے دادا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ایک ہیں اور حضرت فاطمہ میری اہلیہ ہیں یہ کسی بے وقوف کا قول نہیں ہے۔

صدقتہ و جمیع الناس فی ظلم
من الضلالہ و الاشراک و النکد

میں نے ان کی تصدیق کی اور تمام لوگ تاریکیوں میں تھے یعنی شرک اور تنگی میں تھے۔

فالحمد للہ فردا لا شریک لہ
البر بالعبد و الباقی بلا امد

پس اس خدا کا شکر ہے جو تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے بندوں پر احسان کرنے والا اور بلا انتہا کے ہمیشہ رہنے والا ہے۔

رسول کریم ﷺ حاکم الفاضل ہیں

الا باعد اللہ اهل النفاق
و اهل الاراجبف و الباطل

ہاں خدا منافقوں کو کاذبوں کو اور اہل باطل کو اپنی رحمت سے دور کرے۔

یقولون لی قد فلاک الرسول
فخلاک فی الخالف الخاذل

مجھے کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو تم سے دشمنی تھی اس لئے تم کو چھوڑ دیا اور ان لوگوں میں ڈال دیا جو پیچھے رہنے والے اور مدد نہ کرنے والے ہیں۔

و ما ذاک الا لان النبی
جفاک و ما کان بالفاعل

یہ محض اس وجہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے بے پروائی کی حالانکہ وہ ایسے نہ تھے۔

فسرت و سیفی علی عاتقی
انی الراحم الحاکم الفاضل

پس میں اپنے کندھے پر تلوار رکھ کر پیغمبر خدا ﷺ کے پاس جو رحم کرنے والے بزرگ حاکم ہیں گیا۔

فلما رانی هفا قلبه
و قال مقال الاخ السائل

تو جب انہوں نے مجھے دیکھا تو ان کا دل بھر آیا اور مزاج پرسی کرنے والے بھائی کی طرح کہا۔

اہل خیبر کو اپنے نسب کے متعلق بتایا

انا علی و ابن عبدالمطلب
مہذب ذو سطوة و ذو حسب

میں علی ابن عبدالمطلب ہوں پاکیزہ صاحب جبروت اور خاندانی ہوں۔

قرن اذا لاقیت قرنا لم اھب
من یلقنی یلق لا منایا والکرب

جب میں مقابل سے ملتا ہوں تو نہیں ڈرتا ہوں جو مجھ سے ملے گا موت اور مصائب سے ملے گا۔

مرقد دارمی کا رجز

انا الغلام العربی عند النسب
احمی جواری و اذب عن حسب

نسب کے لحاظ سے میں عربی لڑکا ہوں پڑوسی کی حمایت کرتا ہوں اور نسب کی مدافعت۔

و اقتل القرن الجری عند الغضب
للضرب و الطعن الشدید و انتصب

اور غصہ کے وقت دلیر مقابل کو قتل کرتا ہوں تلوار اور سخت نیزہ بازی کے ذریعہ سیدھا کھڑا ہو جاتا ہوں۔

من انت ان کنت کریما فانتسب

تم کون ہو اگر شریف ہو تو اپنا نسب بیان کرو۔

مناسب اور عمدہ جواب

انا علی و ابن عبد المطلب
اخو النبی المصطفی المنتخب

میں علی اور ابن عبدالمطلب ہوں برگزیدہ اور منتخب پیغمبر ﷺ کا بھائی ہوں۔

رسول رب العالمین قد غلب
بینه رب السماء فی الکتب

خدائے ہر جہاں کے پیغمبر ﷺ غالب ہوئے اس کو رب السماء نے کتابوں میں بیان کر دیا ہے۔

و کلهم یعلم لا قول کذب
و لا بزور حین یدعی بالنسب

اور سب کے سب جانتے ہیں یہ جھوٹی بات نہیں نہ کذب ہے جس وقت نسب کی طرف پکارا جاتا ہے۔

صافی الادیم و الجبین کالذهب
الیوم ارضیه بضرب و غضب

وہ نسب صاف و ستھرا ہے مثل سونا کے، آج میں اس کو مار اور غصہ سے راضی کروں گا۔

اہل بیت کی ستائش

قد یعلم الناس انا خیرهم نسبا
و نحن افخرهم بیتا اذا فخروا

لوگ جانتے ہیں کہ میں نسب کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں اور لوگ فخر کریں تو سب سے زیادہ قابل فخر گھر ہمارا ہے۔

رهط النبی و هم ماوی کرامته
و نار الدین و المنصور من نصروا

پیغمبر ﷺ کا قبیلہ اور ان کی شرافت کا مرکز دین کا مددگار ہے اور منصور وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی مدد کی۔

والارض تعلم انا خیر ساکنها

کما به تشهد البطحا و المدر

دنیا جانتی ہے کہ ہم اس کے بسنے والوں میں سب سے افضل ہیں جیسا کہ اس کی شہادت پتھریلی زمین اور ڈھیلے دیتے ہیں۔

والبیت ذو الستر لو شاء یحدثهم

نادی بذلک رکن البیت و الحجر

اگر لوگ چاہیں تو پردہ والا خانہ کعبہ ان سے بیان کر سکتا ہے' اس کو رکن بیت اور حجراسود پکار کر کہہ رہے ہیں۔

معاویہ بن سفیان پر تعریض جس وقت جنگ اور نافرمانی کی تھی

انا علی و اعلی الناس فی النسب

بعد النبی الها شعبی المصطفی العرب

میں علی اور نسب کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ ہوں اس نبی ﷺ کے بعد جو ہاشمی برگزیدہ اور عربی ہیں۔

قل للذی غره منی ملا طفه

من ذا یخلص اوراقا من الذهب

اس شخص سے کہہ دو جس کو میری نرمی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے کون شخص چاندی کو سونے سے الگ کر دے گا۔

شہنشاہ ولایت مولائے کائنات کے فرمان مبارک

حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں

ابا طالب عصمه المستجير
و غيث المحول و نور الظلم
لقد هد فقد اهل الحافظ
وقد كنت للمصطفى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خير عم

ترجمہ:۔ اے ابو طالب اے پناہ چاہنے والوں کی جانب پناہ اور خشک سالی کے پانی اور تاریکی کے نور غیرت مندوں کو تیری موت نے شکستہ دل کر دیا اور آپ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہترین چچا تھے۔

ارقت لنوح آخر الليل عردا
لشيخى ينعى والرئيس المسودا
ابا طالب ماوى الصعاليك ذا الندى
و ذا الحلم لا خلفا و لميك قعددا
اخا الملك خلى ثلمه سيدها
بنو هاشم او يستباح فيهمدا
فامست قريش يفرحون بفقده
و لست ارى حيا لشيى مخلدا

ترجمہ:۔ میں آخر شب میں بلند آواز سے نوحہ کرنے کے لئے بیدار ہوا اور نوحہ اپنے سردار کے لئے تھا۔ جس کی خبر مرگ پہنچی اور سردار بنائے گئے۔ اس سے میری مراد ابو طالب ہیں۔ جو صاحب جود اور غریبوں کے ملجا ہیں اور صاحب علم ہیں، ناخلف اور اپاہج نہیں۔ اس صاحب حکومت نے اپنی موت سے ایک خلیج

چھوڑی۔ جس کو بنو ہاشم یا تو بند کریں گے یا پیغمبر مباح کر دیئے جائیں گے تو خدا کی طرف سے یہ آتش فرو ہو گی۔ تو قریش ان کے مرنے پر خوش ہونے لگے اور میں کسی کو بھی زندہ اور ہمیشہ رہنے والا نہیں دیکھتا۔ (دیوان علی صفحہ ۵۵)

حیدر کرّار خدیجہ اور ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور میں

اعینی جودا بارک اللّٰہ فیکما
علی ھالکین لا تری لھما مثلا
علی سید البطحاء و ابن رئیسھا
و سیدۃ النسوان اول من صلا
مھذبہ قد طیب اللّٰہ خیمھا
مبارکہ واللّٰہ ساق لھا الفضلا
مصابھما او حی لی الجو والھوا
فبت اقاسی منھما الھم و الثکلا
لقد نصر فی اللّٰہ دین محمد ﷺ
علی من بغی فی الدین در عیا عدلا

ترجمہ :۔ اے میری دونوں آنکھو روؤ۔ خدا تم میں برکت دے۔ ان مرنے والوں پر جن کا مثل نہیں۔ بطحا کے سردار اور اس کے رئیس کے بیٹے پر اور عورتوں کی سردار پر جس نے سب سے پہلے نماز پڑھی۔

پاکیزہ ہیں ان کی فطرت کو خدا نے پاک بنایا ہے۔ مبارک ہیں خدا ہی نے ان کی فضیلت بیان کی ہے۔

ان کی مصیبت نے فضا کو اور ہوا کو تاریک کر دیا۔ پس میں ان کے رنج و غم کی وجہ سے تکلیف اٹھا کر رات گزارتا ہوں۔ ان دونوں نے خدا کی راہ میں ان لوگوں کے خلاف امداد کی جنہوں نے دین محمد ﷺ میں سرکشی کی اور عہد و پیمان کا لحاظ کیا۔

بندہ رسول کریم ﷺ کرنل (ر) محمد انور مدنی کی لکھی ہوئی کتابیں

۱۔ صاحب کلی علم غیب ۲۔ حاکم کائنات (محمد رسول اللہ ﷺ)
۳۔ اصل الموجودات ۴۔ الزام شرک ۵۔ عشق مصطفٰے ﷺ
۶۔ اللہ تعالٰی کی تلاش ۷۔ اختیارات مصطفٰے ﷺ ۸۔ عیدوں کی عید
۹۔ کلی ایمان مسٹر اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کے رد میں
۱۰۔ **سورہ والضحی** محبوب ﷺ کو یکتا پایا اور تمام انسانیت کو آپ ﷺ کے ذریعے ہدایت دی)
۱۱۔ **سورہ عبس** (اللہ تعالٰی کا طرز گفتگو۔ عابس کافر ہے نہ کہ آقا ﷺ)
۱۲۔ دربار رسول اللہ ﷺ کے **۲۱۲ فیصلے** عدلیہ کے لئے صراط مستقیم
۱۳۔ **"لذنبک"** یعنی گناہ رسول کریم ﷺ سے نسبت و اضافت کرنا سنگین بے ادبی اور گستاخی ہے۔
۱۴۔ نکاح خوان رسول کریم ﷺ
(حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ بوقت نکاح بھی نبی تھے
۱۵۔ رسول کریم ﷺ اور جادو کا اثر

الف۔ شہنشاہ انبیاء ﷺ پر جادو اثر نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ نقلاً"۔ عقلاً" اور قرآن مجید کے اعجاز کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ کا جسم اقدس کا ہر عضو معجزہ ہے اور معجزہ جادو پر غالب آجاتا ہے۔

ب۔ حضرت داتا گنج بخش ؒ کا مقابلہ کرنے والا جادوگر رائے راجو داتا صاحب کی جوتیوں کی مار کھا کر قدموں میں گر گیا بالاخر مسلمان ہو گیا۔

ت۔ رسول کریم ﷺ کے امتی اولیاء کرام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ کی جوتی نے جادوگر جے پال کو مار مار کر آپ کے قدموں میں لا گرایا تھا۔ پھر ناکامی کے بعد مسلمان ہو گیا اور آپ ؒ کی بیعت کر لی تھی۔

ث۔ نبوت و ولایت کا نظام اللہ تعالٰی نے کائنات چلانے کے لئے بنایا ہے۔ شیطان اس نظام کو درہم برہم نہیں کر سکتا۔ جادو شیطانی عمل ہے۔ اسی لئے انبیاء و اولیائے کرام جادو کے اثر سے محفوظ رہتے ہیں

۱۶۔ سیدہ، صادقہ امینہ، آمنہ حضرت بی بی آمنہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) دین ابراہیمی پر تھیں۔
(رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں اپنی ماں کی بشارت ہوں)

۱۷۔ آباؤ اجداد رسول کریم ﷺ دین ابراہیمی پر تھے اور حضرت ابراہیم کے والد ماجد (تارخ) سے حضرت آدم علیہم السلام تک دین اسلام (دین فطرت) پر تھے۔

۱۸۔ شہنشاہ ولایت مولائے کائنات مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم (قرآن ناطق اور شیر خدا)

الف۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ یا علی۔ تو ہادی ہے میرے بعد راہ پانے والے تجھ سے راہ پائیں گے (تفسیر کبیر)

نوٹ:۔ کتب حاصل کرنے کے لئے ۲۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ فی کتاب بھیجیں اب صرف بذریعہ رجسٹری ہی بھیجی جاتی ہیں۔ کیونکہ اکثر شکایات ملی ہیں کہ بغیر رجسٹری کتابیں منزل مقصود پر نہیں پہنچیں

Address :-
P. O. Box No# 11050 L.C.C.H.S Lahore Cantt 54792

بندہ رسول کریم ﷺ کرنل (ر) محمد انور مدنی کی

زیر طبع کتب

شب اسریٰ (کون سی منزل ۔ کون مسافر) رسول کریم ﷺ نے سر اقدس کی آنکھوں سے دیدار الٰہی کیا اور اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ گفتگو کی (عقلی دلائل)

۲۔ حاضر و ناظر رسول کریم ﷺ (حاضر و ناظر اور موجود میں کیا فرق ہے)

۳۔ لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ؟ دنیاوی طمع لالچ اور علماء سو کی لغزشیں احادیث پاک کی روشنی (خود بدلتے نہیں قرآن کو بیچ دیتے ہیں)

۴۔ **امیر الاشجعین** ﷺ کی حربی قیادت اور ذاتی شجاعت

۵۔ لا الہ الا اللہ (سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) کب؟

۶۔ محمد رسول اللہ (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کہا) کب؟

۷۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں (فرمان نبوی ﷺ)

۸۔ اللہ تعالیٰ کے دفتر کا نظام (فرمان نبوی ۔ واللہ معطی وانا قاسم)

۹۔ اسلام کیسے پھیلا (غیر مسلموں کے اعتراض "اسلام بزور شمشیر پھیلا" کا جواب)

۱۰۔ قرآن و سنت کی حاکمیت (مغربی جمہوریت ہر کرپشن کو جنم دیتی ہے)

۱۱۔ محب جل جلالہ اور محبوب ﷺ کی گفتگو (قرآن حکیم)

۱۲۔ جنت کہاں ہے؟ (دربار نبوی ﷺ میں ہیں ناں)
(ایک گستاخ رسول کی کتاب "آسمانی جنت اور درباری جنہم" کا جواب)

۱۳۔ **جاؤک** قرآن پاک سے اس شعر کے حق میں دلائل

خدا جسے پکڑے چھڑاوے محمد ﷺ
محمد ﷺ کے پکڑے کو چھڑا کوئی نہیں سکتا

۱۴۔ جنت کہاں ہے؟ (دربار نبوی ﷺ میں ہیں ناں)

محمد فیاض احمد اویسی
مدیر ماہنامہ "فیض عالم" بہاول پور،

مرکزی دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ
سیرانی روڈ، بہاول پور (پاکستان)
فون: 881371، 875910

تاریخ ۱۲ - جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ
حوالہ نمبر ______

بخدمت حضرت بندہ رسول کرنل محمد انور مدنی م

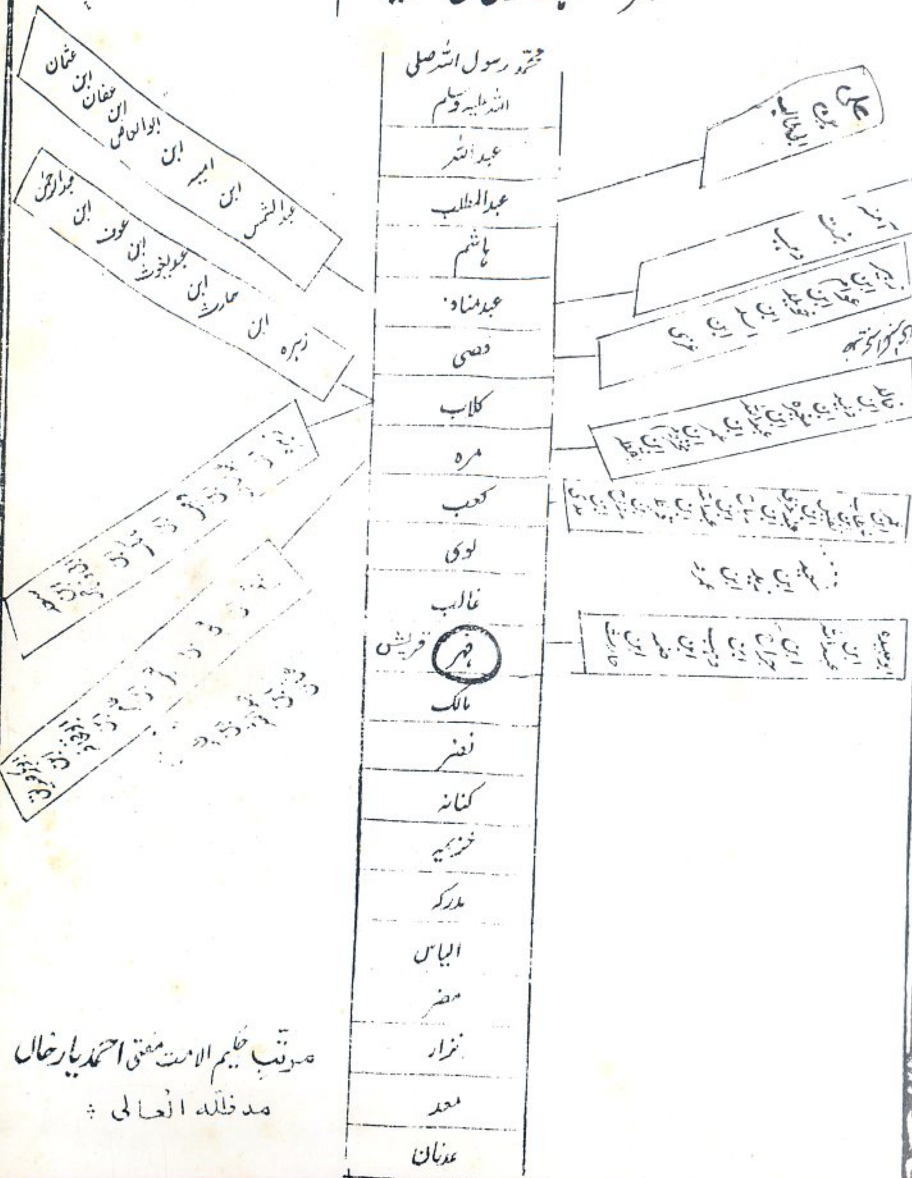
السلام علیکم

آپ کی تالیفات میں دن بدن اضافہ اہلسنت کے لیے خوشی کا باعث ہے۔ خدا کرے زور قلم اور زیادہ ہو

دورِ حاضر نشر و اشاعت کا دور ہے۔ مذاہب باطلہ مذموم عزائم کی اشاعت کے لیے ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ آپ جیسے مرد میدان اُن کا منہ توڑ رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ ساری عنایت آقائے کائنات سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی ہے۔ یہ چند حروف آپ کی نذر کیے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مخلصانہ کاوشوں کو قبول فرمائے۔

والسلام محمد فیاض احمد اویسی

شجرہ نسب رسول صلی اللہ علیہ وسلم



مرتبہ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں

مدظلہ العالی ؛

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

بعض تو انبیاء ہیں اور ان کے علاوہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

حضرت آدم و حوا تک ہوئے ہیں۔ کوئی ان میں کافر نہ تھا۔

وہ سب پسندیدہ تھے۔ کرام تھے اور امہات پاکیزہ تھیں۔

آباؤاجداد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آگ حرام ہے۔